بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

5127

محبّت کھینچ لائی ہے آپ کے آستانے پر

ارشادات

خواجہ خواجگان
قطب الاقطاب
الحاج حضرت خواجہ
شاہ مُحمّد عارف
قادری چشتی (صابری نظامی)
رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
۶۸-۶۷ اوورسیز اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی
بلاک ۷/۸ - کراچی

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

5127

محبّت کھینچ لائی ہے آپ کے آستانے پر

ارشادات

شہیدِ بحرِ وفا، بحرِ صبر و محبّت، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی
ریحان القلوب، لسان التصوّف، خواجہ خواجگان قطب الاقطاب

حضور مُرشدِ پاک

الحاج حضرت خواجہ

شاہ محمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی:

شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، عاشقِ رسول، قطب العالم
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثل، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ نور اللہ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
۶۸-۶۷ اوورسیز اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی
بلاک ۸/۷ ۔ کراچی

Marfat.com

نام کتاب ــــــــــ محبّت کھینچ لائی ہے آپ کے آستانے پر
ترتیب و پیشکش ــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی
ناشر ــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
۶ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ جنوری ۲۰۰۵ء	۵۰۰۰

81091

E-mail:arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار وخطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی وکریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صَلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے مُحبّت کے پیاسوں کیلئے حضور مُرشدِ پاک، شہیدِ بحرِ وفا، بحرِ صبر ومحبّت، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، ریحان القلوب، لِسان التصوّف، خواجۂ خواجگان، قطب الاقطاب، الحاج حضرت خواجہ شاہ محمّد عارف قادری، چشتی، (صابری، نظامی) رحمتہ اللہ علیہ کے مُحبّت کے مضمون پر ارشادات کے چند منتخب اقتباسات کو محبّت کھینچ لائی ہے آپ کے آستانے پر کے عنوان سے بطور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی حقیر کوشش کی ہے اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صَلیّ اللہ علیہ وآلہ وسَلّم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جوجو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔ میرے

Marfat.com

پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ اے کرم کرنے والے کریم جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کر لے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل و کرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلاتے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر و فکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

گُزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محبّت کھینچ لائی ہے آپ کے آستانے پر

فانی پر بھروسہ کرنا اور اس سے محبت رکھنا حماقت کی دلیل ہے۔ باقی پر بھروسہ رکھنا اور اس سے محبت رکھنا ہی حقیقی دانائی ہے۔ جسم کی قوت ایک زوال پذیر شے ہے جو اپنا وقت پورا کرنے کے بعد رخصت ہو جاتی ہے اور پھر انسان کے پاس سوائے ماضی کے ماتم کے کچھ نہیں چھوڑتی۔ حقیقی قوت وہ ہے جو قلب اور روح حاصل کرتے ہیں جس طرح جسمانی طاقت کا انحصار غذا اور آب و ہوا پر ہے، اسی طرح قلب اور روح کی طاقت کا دارومدار اللہ جل شانہٗ کی محبت اور اس کی یاد ہی ہے۔

جس کا قلب جتنا یادِ الٰہی میں مبتلا (محو) ہے، اتنا ہی وہ طاقت ور ہے۔ رسائی کا مالک ہے۔ مشاہدے کا مالک ہے۔ جو جس قدر محبتِ دنیا میں مبتلا ہے، اتنا ہی وہ بیمار ہے اور بیمار کا سفر کبھی پُرسکون نہیں ہوتا۔ کمزور پر ہر شے غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔ جو جتنا یادِ الٰہی میں مصروف ہے، اتنا ہی وہ تندرست اور قوی ہے اور قوی کا سفر پُرسکون ہوتا ہے۔

Marfat.com

۲۔ ہر طاقت ور غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ طاقت ور قلب جسم سے تمام فاسد مادے دفع کر دیتا ہے اور اپنی کوٹھڑی صاف کر لیتا ہے۔ اور صاف جگہ پر ہر کسی کا جی لگتا ہے۔ پس جب وہ اپنا مکان صاف کر لیتا ہے، تو اسے عبادت میں ایک لذت حاصل ہوتی ہے ایک حلاوت حاصل ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی عبادت کبھی ترک نہیں کرتا۔

۳۔ طاقت کا شکریہ ہے کہ اُسے کمزوروں کی حفاظت کے لئے صرف کیا جائے اور لوگوں کی اصلاح کے لئے صرف کیا جائے۔ اہلِ طاقت اہلِ شکر ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی طاقت میں اضافہ فرماتے رہتے ہیں۔ اور انہیں خدمت خلق کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

خدمتِ خلق سے معبود راضی ہوتے ہیں اور جس سے معبود راضی ہوتے ہیں، اس کا بیڑا پار ہے۔

Marfat.com

۱۔ راہِ طریقت میں انسان کی پہلی حالت ایثار ہے۔ دوسری حالت محبت ہے۔ تیسری حالت مشاہدہ ہے۔ چوتھی حالت فنا ہے اور پانچویں حالت بقا ہے۔ جب تک ایثار کی منزل طے نہیں کرتا محبت صادق نہیں ہوتی۔ اور جب تک محبت حاصل نہیں ہوتی مشاہدہ نہیں ہوتا۔ اور جب تک مشاہدہ نہیں ہوتا حق الیقینی حاصل نہیں ہوتی۔ اور جب تک حق الیقینی میسر نہیں آتی ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ جب تک ایمان مکمل نہیں ہوتا فنا نہیں ہوتا۔ (یعنی خود کو کسی میں گم نہیں کرسکتا۔) اور جب تک فنا نہیں ہوتا اُسے بقا حاصل نہیں ہوتی۔

۲۔ وہی لوگ کام کے ہیں جو بقا کے مالک ہیں۔ وہ اس عالم میں ہوتے ہوئے بھی دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور جب اس عالم میں جاتے ہیں تب بھی نفع پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور فیضانِ باری تعالیٰ سے لوگوں کو سیراب کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ دنیا فانی ہے۔ اس کے لئے ایثار کی کوئی قیمت نہیں۔

Marfat.com

کام کا ایثار وہ ہے جو انسان اللہ جل شانہٗ اور ان کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کے لئے کرے۔ یہ ہمیشہ رہنے والی شے ہے۔ یہ اس دنیا میں بھی انسان کے لئے شفا بن جاتا ہے اور آخرت میں بھی موجبِ راحت ہوتا ہے۔

دانا وہ ہے جو ہمیشہ رہنے والے افعال کو اپنا لے۔ اور ایسے افعال چھوڑ دے جن کی عمر چند گھڑیاں ہو۔ دوست وہی ہے جو دوست کے لئے ایثار کرے۔ جو دوست کے لئے غیریت برتے، وہ دوستی کے مقامات طے نہیں کر سکتا۔ محبت، قربانی اور عبادت میں اگر سلیقہ نہیں تو یہ دردِ سر ہیں۔ جو لوگ ان کے آداب اور سلیقہ سے واقف ہیں، وہی اس کے اہل ہیں۔ ہر راہ پر چلنے کے لئے اس کے ادب سے واقفیت ضروری ہے۔ جب تک ادب حاصل نہیں ہوتا راستہ نہیں ملتا۔ (پھاٹک بند رہتا ہے)۔

۴۔ حضرات چشت اہلِ بہشت کے ہاں عبادت کے خاص آداب ہیں۔ صاحب حلقہ کی طبیعت پر وزن نہیں آنا چاہیئے۔ بلاوجہ کسی کو انتظار نہیں کرانا چاہیئے۔ اگر کسی کی طبیعت پر وزن آتا ہو تو اوراد تک ترک کر دینے کا حکم ہے۔ اگر نیند آتی ہو تو حلقے میں سہارا لے کر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ آنکھ کھول کر تصور کرو۔ بے وقت مراقبہ بے کار ہے، تضحیک ہے۔ شب کی تنہائی میں مراقبہ کرو

Marfat.com

دوپہر کو مراقبہ کر کے لوگوں کو انتظار میں بٹھائے رکھنا خلافِ ادب ہے۔ گونگا بننا شیطان کا دھوکا ہے جو اپنا تقویٰ اور عبادت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ شب کو خاموش بیٹھو ورنہ دوسروں کے لئے دین کے راستے بند ہو جائیں گے۔

۵۔ جن کی طبیعت میں چستی نہیں یعنی اپنا کام وقت پر انجام نہیں دے سکتے وہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ دن میں عبادت مختصر کرو۔ دن عبادت کے لئے نہیں۔ رات کو اپنی مرضی (اور استطاعت) کے مطابق عبادت میں اضافہ کرو۔ مرشد کے سامنے ماسوائے فرض نماز کے دوسری عبادت جائز نہیں۔ عبادت وہ اچھی جو مختصر ہو اور اس میں دوام ہو۔

حلقہ میں اس طرح بیٹھو کہ آنے جانے والوں کے لئے راستہ رہے۔ دفتر کے وقت عبادت کرنا خیانت ہے۔ صبح جلد دفتر جانے کا خیال ہو تو اوراد شب میں پڑھ لے۔ قلب یکسو ہو۔ خیالِ مرشد میں گم ہو تب اوراد اپنی مراد کو پہنچتے ہیں۔

Marfat.com

تصوّرِ شیخ ایک آئینہ ہے جس میں طالب اپنی مُراد کو دیکھتا ہے۔ ایک ڈھال ہے جو طالب شیطان کے خلاف اپنی مدافعت میں استعمال کرتا ہے۔ ایک نقطہ ہے جس پر اپنے منتشر خیالات کو جمع کرتا ہے۔ ایک مشیر ہے جس سے مشکلات میں مشورہ کرتا ہے۔ ایک محافظ ہے جو ہر وقت ایمان کی چوکیداری کرتا ہے۔ ایک راہبر ہے جو راہ کی اونچ نیچ سے خبردار کرتا ہے۔ ایک آنکھ ہے جس سے اسرار خداوندی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ایک مخبر ہے جو اسرار خداوندی کی خبر دیتا ہے۔

ایک دروازہ ہے جو اللہ جل شانہٗ کی طرف کھلتا ہے۔ ایک محبت ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب پاک سرکارِ دوعالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس تک پہنچتا ہے اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ تک اس کی رسائی ہوتی ہے۔ تصورِ شیخ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

یہ ایسی نعمت ہے جسے انسان خود بھی پوری طرح سمجھ نہیں سکتا۔

Marfat.com

اگر تمہیں لق و دق صحرا میں چھوڑ دیا جائے، جہاں کوئی شے نہ ہو، حلق خشک ہو جائے، جان جانے کا خطرہ ہو، ایسی حالت میں تصور شیخ کرو گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ ایسے سامان پیدا فرما دیں گے جس سے تم مصیبت پر قابو پالو گے، یا ایسے مقام پر پہنچا دیں گے جہاں تمہاری ضرورت پوری ہو، یا تمہاری ضرورت تم تک پہنچا دیں گے۔ یہ ایک کرامت کا منبع ہے۔ جو تصورِ شیخ کا مالک ہے، وہ صاحبِ کرامت ہے۔

۲۔ ہر زندگی کی تین کیفیتیں ہیں۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپا۔ بچپن میں پیار کیا جاتا ہے۔ شباب میں ڈانٹ پلائی جاتی ہے اور بڑھاپے میں ادب کیا جاتا ہے۔ بچپن میں پیار یوں کیا جاتا ہے کہ ذمہ داری کا وقت نہیں ہوتا۔ شباب ذمہ داری کا وقت ہے۔ اس لئے باز پُرس کی جاتی ہے اور بڑھاپے میں ادب یوں کیا جاتا ہے کہ یہ اس کی جوانی کی محنت کا انعام ہوتا ہے۔

Marfat.com

ادب عبادت کی جان ہے۔ جو عبادت کے ادب سے واقف نہیں اُن کی عبادت اپنی منزل کو نہیں پہنچتی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی رکوع کی تسبیح قیام میں پڑھے اور قیام کی سجدے میں تو نماز نہ ہوگی۔ ادب سے مراد مقام کو پہچاننا اور اس مقام کے مطابق گفتگو کرنا ہے۔ جو بات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک کر عرض کرنے کی ہے وہ اگر کھڑے ہو کر کی جائے گی تو گستاخی میں شامل ہوگی۔

معلوم ہوا کہ عبادت سے پہلے اس کے آداب سے واقفیت ضروری ہے۔ ذکر بھی ایک عبادت ہے جو اللہ جل شانہٗ اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتے ہیں جو اُن سے محبت رکھتے ہیں۔ ذکر کے بھی آداب ہیں۔ چونکہ یہ ایک راز ہے، اس لئے اس کا پہلا ادب اس کو راز رکھنا ہے۔ اگر کوئی شخص مسجد میں تصورِ شیخ میں غرق ہو جائے اور اُسے خود پر ضبط حاصل نہ ہو کہ جو پیغام ملے اُسے چھپا سکے، تو اُسے ایسے مقام پر تصور سے اجتناب کرنا چاہیئے اور گوشۂ تنہائی میں تصوّر کرنا چاہیئے جہاں راز راز رہے۔ کوئی شئے خواہ کتنی ہی عمدہ ہو، اگر

Marfat.com

معدے کی طاقت سے زیادہ کھالی جائے تو وہی نعمت عذاب جان بن جائے گی۔

۲۔ اہلِ ذکر کو چاہیئے کہ ذکر اپنی طاقت کے مطابق کریں۔ یہ یاد رہے کہ ذکر ایک آگ ہے، یہ ایک سوز ہے جو انسان کی جسمانی کثافتوں کو جلاتا ہے۔ پھر اُسے اس درجہ لطیف بناتا ہے کہ غذا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اہلِ ذکر کی غذا پھر ذکر رہ جاتی ہے۔ نفس مُردہ ہو جاتا ہے اور جسم اپنی طاقت کھو بیٹھتا ہے۔ جسم روح کی سواری ہے۔ سوار کتنا ہی چابک دست کیوں نہ ہو اگر سواری بیٹھ جائے تو سوار کیا کر سکتا ہے۔

اذکار اس حد تک کرو کہ نفس بالکل بیٹھ نہ جائے۔ ایسے مقام پر ذکر بالجہر نہیں کرنا چاہیئے جہاں اور لوگ عبادت میں مصروف ہوں۔ ایسے مقام پر جائے جہاں دوسروں کے لئے باعث تکلیف نہ ہو۔ ورنہ خود پر قابو رکھے۔ ایسے مقام پر بھی ذکر نہیں کرنا چاہیئے جہاں ناسمجھ لوگ ہوں۔ وہ دین سے ڈرنا شروع کر دیں گے۔ مقصد دین سے ڈرانا نہیں دین کی طرف بُلانا ہے۔ ذکر ایک منبع ہے جس سے طاقت پیدا ہوتی ہے پھر اس طاقت سے خدمتِ خلق کی جاتی ہے۔ (یعنی کسی اور کے جسم کو کثافتوں سے پاک کرنا)

طاقت وہی اچھی ہوتی ہے جو آہستہ آہستہ پیدا کی جائے پہلوان

Marfat.com

دو گری بادام سے شروع کر کے رفتہ رفتہ سیروں کے حساب سے کھاتے ہیں۔ اذکار کے اندر ایک روانی ہوتی ہے۔ ذکر اللہ جل شانہٗ اپنے چاہنے والوں کے توسل سے پیدا فرماتے ہیں۔ پھر ذکر میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔ قلب خود اپنی حالتوں کے مطابق ذکر کرتا رہتا ہے۔ انسان کے جسم میں پانچ مقام ہیں۔ جب ایک مقام روشن ہوتا ہے تو پھر دوسری بتی جل جاتی ہے۔ یہ اذکار کی نوعیت کیا ہے یہ بتیاں جل رہی ہیں۔ جب سب جل جاتی ہیں تو خاموشی ہو جاتی ہے۔ یہ (مقام) از خود حالتیں بدلتے رہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے چاہنے والوں کی نگاہوں میں یہ تاثیر رکھ دی ہے۔

۲۔ سالک کے لئے فاصلہ اور جسم کی حاضری سب برابر ہے۔ جسمانی طور پر قرب صرف سامنے والے کے اطمینان کے لئے ہے تاکہ کچھ کہنا چاہے تو کہہ سکے ورنہ سالک کو طالب کے قرب کی ضرورت نہیں۔ سالک دوست کے کاموں میں دخل نہیں دیتے۔ بلکہ تدبیر اختیار کرتے ہیں اور اشاروں کے منتظر رہتے ہیں۔ کیونکہ دوست کے علم پر انہیں مکمل بھروسہ ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہٗ کے علم سے بڑھ کر کیا کسی کو علم ہوسکتا ہے۔ جو ہو چکا اس سے بھی واقف ہیں اور جو ہونے والا ہے اس سے بھی واقف ہیں۔ اس ذات پاک کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ اہل اللہ کی تدبیر

Marfat.com

یہ ہے کہ بچّہ کونین کڑواہٹ کی وجہ سے نہیں کھاتا لیکن اس کے مرض کی شفا کے لئے کونین ضروری ہے تو وہ کونین شوگر کوٹڈ (SUGAR COATED) منگوا دیتے ہیں۔ جب وہ حلق سے اترتی ہے تو کڑواہٹ کا احساس نہیں ہوتا، ہاں بعد میں اس کے اثرات کا احساس ہوتا ہے۔

۴۔ اہل اللہ کی نگاہیں انسان کے قلب کی تاریکیوں کو سلب کر لیتی ہیں۔ جب تاریکی سلب ہوتی ہے تو پاکیزگی کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ جب انسان کا باطن پاکیزگی کا طلب گار ہوتا ہے تو بغیر وجہ اور سبب کے اس پر رقت طاری رہتی ہے، جو بے اختیاری ہوتی ہے۔ اس کا قلب اور روح بیدار ہوتے ہیں، وہ غسلِ باطنی کرتا ہے۔ پھر اُسے ایک فرحت وحلاوت اور سکون ہوتا ہے۔ غسلِ باطن انسان کے آنسوؤں سے ہوتا ہے۔

جب پاک ہو جاتا ہے تو اس ذاتِ پاک کو پُکارتا ہے۔ پھر ایک روز وہ ذاتِ پاک پکارنے والے کو پُکار لیتی ہے۔ پھر دونوں جہان میں اس کا بیڑا پار ہے۔

۵۔ غلطی ہر انسان کی فطرت ہے۔ شیطان سب کی تاک میں ہے اس نے انبیاء علیہم السلام کو نہ چھوڑا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کو کس نے بہکایا، شیطان ہی نے۔ حضرت سے غلطی سرزد ہوئی تو ندامت ہوئی اور جانب توبہ آئے۔ اللہ جل شانہ کے ہاں گناہ جتنا مردود اور ناپسند

Marfat.com

ہے اتنا ہی اعترافِ گناہ مقبول ہے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ ہوئے۔ شیطان نے بھی گناہ کیا لیکن اس پر اڑ گیا۔ فخر کرنے لگا بضد ہو گیا۔ قیل وقال میں پڑ گیا۔ ملعون ہو گیا۔ گناہ کوئی بری چیز نہیں بشرطیکہ اللہ جل شانہٗ توبہ کی توفیق عطا فرما دیں۔ جو اپنے گناہوں پر شرمسار ہوتا ہے اور معافی مانگتا ہے، وہ اللہ کریم کے ہاں متقی پرہیز گار سے زیادہ مقبول ہوتا ہے۔ گناہ سے گھبرانا نہیں چاہیئے، بلکہ گناہ پر نادم ہو کر اپنے رب کریم کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہیئے۔ یہ کام کی چیز ہے۔ اس سے راستہ ملتا ہے۔ جو لوگ اپنی غلطی کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے دلیلیں دیتے ہیں، تو توبہ کا وقت نکل جاتا ہے۔ یہ سیر بھی دیکھی کہ احساسِ گناہ پیدا ہوا، زبان سے معافی بھی نہ مانگی اور معاف ہو گئے۔ وہ ذاتِ کریم خطاؤں پر معافی کے بعد انعام بھی دیتے ہیں، توبہ فوراً قبول کرتے ہیں، نعمتیں جاری رہتی ہیں۔

انسان کو ہر وقت اللہ جل شانہٗ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔

اپنی قابلیت پر زعم نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ چاہیں تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

Marfat.com

اللہ جل شانہٗ جب کسی بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں تو اس کے قلب میں اپنا نُورِ معرفت عطا فرماتے ہیں جس سے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ زندہ ہر وقت ایک حال میں نہیں رہتا۔ جو ظاہری زندگی کے مالک ہیں، وہ بھی کبھی ہنستے ہیں کبھی روتے ہیں کبھی چُست ہوتے ہیں کبھی سُست ہوتے ہیں کبھی خوابیدہ ہوتے ہیں کبھی بیدار ہوتے ہیں۔

۲۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ جنہیں حیاتِ ابدی عطا فرماتے ہیں، وہ ان کی راہ کے مسافر ہوتے ہیں اور ذاکر بندے ہوتے ہیں۔ ذاکر دن رات میں چالیس حالتیں بدلتے ہیں۔ بعض ذاکروں پر ان کا حال آشکارا ہوتا ہے اور بعض کی حالت ایسی ہوتی ہے، جیسے کسی کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے باغ کی سیر کرائی جائے۔ باغ کے ہر تختہ میں مختلف پھولوں کی خوشبو ہوتی ہے۔ ایسا ذاکر باغ کے پھولوں کی خوشبو کا احساس تو رکھتا ہے لیکن دیکھ نہیں سکتا۔ اور جن کے اذکار کی طاقتیں ان پر ظاہر کر دی جاتی ہیں، وہ مفصل علم رکھتے ہیں بعض

Marfat.com

طبائع ضبط کی قوت نہیں رکھتیں۔ جو راز کو ضبط نہ کرسکیں انہیں افشائے راز کے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے اصل راز سے ناآشنا رکھا جاتا ہے۔

۳۔ کیف بھی اس راہ کے حالوں میں سے ایک حال ہے۔ یہ اختیاری بھی ہوتا ہے اور غیر اختیاری بھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے چاہنے والوں کے قلوب پر تجلیات کی بارش فرماتے ہیں۔ بعض اوقات انہیں ضبط حاصل ہوتا ہے بعض اوقات نہیں۔ یہ فیضان حاصل کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ اگر کسی پر کیف وارد ہو جائے تو اس کے ارد گرد بیٹھے لوگوں کو ذکرِ لطیف شروع کر دینا چاہیئے اور بدبودار چیزوں کو وہاں سے دُور کر دینا چاہیئے۔ دائمی صحبت کی اسی لئے تاکید کی جاتی ہے کہ کسی وقت دریا میں طغیانی آجاتی ہے اور وہ اپنے موتی اور جواہر اُگل دیتا ہے۔

ایسی حالت میں وہ لوگ جو غوّاصی کا حوصلہ نہیں رکھتے، وہ بھی موتیوں سے دامن بھر لیتے ہیں۔ عالم کیف میں جو مجلس نشین تصورِ شیخ سے کام لیتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کھلے منہ کی سیپی۔

۴۔ گناہ اور لغزشیں ایسی بُری چیز نہیں۔ البتہ گناہ پر اصرار اور فخر خطرناک ہے۔ غلطی کا احساس اور اس پر افسوس نہ کرنا جمود و تعطل کی علامت ہے۔ غلطی کا ازالہ بہت ضروری ہے۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ یہ کس طرح معلوم کیا جائے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہیں یا نہیں۔

Marfat.com

ان صاحب کو جواب دیا گیا کہ اپنے قلب پر نگاہ دوڑاؤ۔ اگر دنیا کی محبت کا غلبہ پاؤ تو سمجھ لو اللہ جل شانہ تم سے ناراض ہیں۔ اگر دین کی محبت کا غلبہ پاؤ تو اسے مقبولیت کی علامت جانو۔

۵۔ صحبت کی پابندی بے حد اہم ہے۔ کھوئی ہوئی صحبتوں کا ماتم کرنا ہوگا۔ وہ مجلس کامیاب ہے جس پر نزولِ کرم ہو۔ کامیاب مجلس میں جو بھی شریک ہوں سبھی پر کرم ہوتا ہے۔ بارات کی عزت اور رونق دولہا سے ہے۔ جب لڑکی والے دولہا کو قبول کر لیتے ہیں تو ساری بارات ہی نوازی جاتی ہے۔ اچھے والدین اولاد کی بڑی سے بڑی غلطی پر بھی اُسے وراثت سے محروم نہیں کرتے۔ رُوحانی والدین تو دُنیاوی والدین سے زیادہ ظرف والے ہوتے ہیں۔ ان کے نفس ان کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔ ان کا نصب العین مخلوقِ خدا کی خدمت ہوتا ہے۔ یہ صحبتیں حاصل کرنے کے لئے بختِ سکندری چاہیئے۔ دنیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو مقدر فرمائی ہے عطا فرمائیں گے ہی۔

Marfat.com

جن کے پاس ظاہری عقل نہیں، انہیں اہلِ دنیا دیوانہ کہتے ہیں۔ اور جن کے قلوب مردہ ہیں، وہ آخرت کے دیوانے ہیں۔ قلب زندہ کے مالک آخرت کے فرزانے ہیں۔ قلب کی مثال انسانی جسم میں ایسی ہے جیسے ہوائی جہاز میں کمپس (COMPASS) یہ سمت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جس جہاز کا کمپس درست نہیں، وہ صحیح مقام پر نہیں اتر سکتا۔ اسی طرح جن کے قلوب درست نہیں، وہ منزل تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کمپس کو درست کرنے کے لئے بزرگانِ دین نے کئی طریقے اختیار کئے ہیں۔ ان میں سے ایک مجاہدہ ہے یعنی اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا، اُن چیزوں سے پرہیز کرنا جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دور لے جانے والی ہوں۔ جس قدر نفس مُردہ ہوتا جاتا ہے، اسی قدر دل زندہ ہوتا جاتا ہے۔ جب دل زندہ ہوتا ہے تو معبود کو پکارتا ہے۔ پھر ایک دن اللہ جل شانہٗ اس پکارنے والے کو پُکار لیتے ہیں۔ بس وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

۲۔ دوسرا طریقہ اس کمپاس کے درست کرنے کا صحبت

81091

Marfat.com

اولیاء اللہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنے چاہنے والوں کو وہ طاقتیں اور وہ نگاہیں عطا فرمائی ہیں کہ وہ مردہ قلوب کو زندگی عطا کرتے ہیں، یہ سب سے سہل اور آسان طریقہ ہے۔ اہل اللہ بھولے بھٹکوں کا تعلق اپنے رب سے قائم کر دیتے ہیں۔ بھولا ہوا سبق یاد کرا دیتے ہیں۔ اگر یاد کیا ہوا سبق بھول جائے تو سمجھ لو قیامت گزر گئی۔

دنیا کی محبت ترک کرنے سے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کو دل میں نہ بساؤ۔ بس اللہ جل شانہٗ کی حدود میں رہ کر دُنیاوی کام سرانجام دیتے رہو۔ دنیا کو دل میں بسانا بربادی کی علامت ہے۔

۳۔ اہلِ باطن کی نگاہیں ماضی اور مستقبل دونوں کو دیکھتی ہیں۔ اہلِ ظاہر کی نگاہیں تو حال کو بھی نہیں دیکھ سکتیں۔ جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ کے پابند نہیں، وہ عہد شکنی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جسم کی غذا کے ساتھ ساتھ روح کی غذا کا بھی خیال رکھو۔ اسی میں کامیابی ہے۔

اگر کوئی طبیب کے پاس بیٹھ جائے تو پھر بد پرہیزی بھی نقصان نہیں دیتی (طبیب سنبھال لے گا۔ جتنی آسانی سے کوئی نعمت ملتی ہے، اتنا ہی زیادہ اس کا شکر واجب ہے۔ اہلِ کسب سے زیادہ اہلِ فضل کو شکر ادا کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

عیش (سکھ) میں اللہ جل شانہٗ کا شکر ادا کرو اور تکلیف میں صبر اختیار کرو۔ تکلیف میں بارگاہِ رب العزت میں یہ عرض کرنا چاہیئے کہ اے اللہ کریم اگر یہ تکلیف میرے کسی گناہ کی سزا ہے تو آپ کی ذاتِ اقدس غفور الرحیم ہے۔ میں اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور آپ معاف فرمانے پر قادر ہیں۔ اگر یہ امتحان (آزمائش) ہے تو معبود مجھے صبر عطا فرمائیں کیونکہ میں بندۂ عاجز ہوں۔ اور آپ کے امتحان سے گزرنے کا اہل نہیں۔ ماسوائے اس کے کہ آپ کا فضل میرے شاملِ حال ہو گلہ شکوہ نہ کرے۔ بارگاہِ رب العزت میں دُعائے عافیت مانگتا رہے۔ پھر جب مشکل حل ہو جائے تو خالق حقیقی کا شکر بجالائے۔ غرور اور فخر بالکل نہ کرے۔

۲۔ اللہ جل شانہٗ نے علم الذات کسی کو عطا نہیں فرمایا۔ اس کے متعلق غور و فکر اختیار نہ کرو۔ اپنے تخیّل کو نہ دوڑاؤ۔ یہ نافرمانی ہے۔ علم سینہ۔ علم لدُنی یا علم باطن یہ انبیاء علیہم السلام کو عطا فرمایا۔ اور ان کے صدقے میں اُن کے غلاموں کو عطا فرمایا۔ یہ ایک ایسا علم ہے جو عطا ہوتا

Marfat.com

ہے اور مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔ مشاہدہ کے بارے میں سوال کا موقعہ مشاہدہ کے بعد ہے، پہلے نہیں۔ پانچ برس کا بچّہ اگر پوچھے کہ میاں بیوی کے تعلقات کیا ہیں اور میں کیسے پیدا ہوا تو کیا جواب دوگے۔ جوان ہو کر جب اس کی شادی ہو جاتی ہے تو پھر وہ یہ سوال نہیں کرتا۔ اس طرح علم سینہ میں پہلے بلوغت عطا ہوتی ہے پھر مشاہدہ عطا ہوتا ہے اور پھر سوال کا موقعہ آتا ہے۔

۳۔ تیسرا علم، علم ظاہر ہے۔ عقل سے پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔ اس میں قیل وقال کی جاتی ہے۔ اس میں دید نہیں ہوتی۔ ہر وہ علم جو زبان اور عقل سے متعلق ہے وہ تکرار سے سمجھ میں آتا ہے۔ اور ہر وہ علم جس کا تعلق قلب سے ہے وہ مشاہدہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ علم ظاہر کا مشاہدہ اس روئے زمین پر ہے۔ علم سینہ پردے میں ہے، پردے کے پیچھے بھی عالم ہیں جو باطن کی آنکھ ہی دیکھتی ہے اور دیکھ کر خاموش رہتی ہے۔

۴۔ اس راہِ طریقت میں سب سے پہلے نفس کو مارا جاتا ہے۔ جیسی حالت نفس کی دیکھی جاتی ہے، ویسی ہی گولی تجویز کی جاتی ہے۔ مکاشفہ میں پہلی حالت محبت ہے۔ محبت ایک نُور ہے جس نُور میں انسان کو پوشیدہ عالم نظر آنے لگتے ہیں۔ جب دیکھتا ہے تو یہ دوسری حالت مشاہدہ ہے۔ جب دیکھتا ہے تو پہچانتا ہے۔ یہ

Marfat.com

تیسری حالت معرفت ہے۔ معرفت کے معنی ہیں جان جانا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس بندے کو اپنا رازداں بنا لیتے ہیں۔ چوتھی حالت ہے محرم اسرار یا مکاشفۂ غیبی۔ پھر یہ بندہ ان رازوں کا محرم ہوتا ہے، جو اللہ جل شانہٗ اُسے عطا فرمانا چاہیں۔

اپنی مرضی اور ارادے سے کوئی راز حاصل نہیں کر سکتا۔ اتنے ہی راز کا مالک بنتا ہے جو معبود خود عطا فرمانا چاہیں۔

۵۔ شریعت نسخہ ہے۔ طریقت عمل ہے۔ معرفت زندگی ہے۔ حقیقت شفاء ہے۔

Marfat.com

اللہ جل شانہٗ اپنے ان بندوں پر کرم فرماتے ہیں جو اُن سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ کریم محبت کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ جب تک اللہ جل شانہٗ سے محبت نہیں ہوگی، عبادت صحیح ادا نہیں ہوگی۔ اس لئے انسان کو اللہ رب العزت سے محبت کرنے کے طریقے حاصل کرنے چاہئیں۔

۲۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ان بندوں سے راضی ہوتے ہیں جو ان سے ڈرتے ہیں، جو اُن کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں، جو ان کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، جو اُن کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں اور جو اُن کے محبوب پاک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبت کرتے ہیں۔ اُن کی اتباع کرتے ہیں۔

سب سے پہلے اس راہ میں الفت ہوتی ہے پھر محبت ہوتی ہے اور پھر معرفت ہوتی ہے۔ پہلے محبتِ شیخ حاصل ہوتی ہے۔ پھر محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم حاصل ہوتی ہے اور پھر محبتِ باری تعالیٰ حاصل ہوتی ہے۔ معرفت محبت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس

Marfat.com

محبتِ حق اور معرفتِ الٰہی کو حاصل کرنے کے لئے دنیا کی نام و نمود سے مُنہ موڑا جاتا ہے۔ غرور و تکبّر سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ اور محبتِ دُنیا ترک کی جاتی ہے۔

۳۔ دنیا کے مال دار آخرت کے مفلس ہیں۔ اُن سے مانگنا اپنے وقت کو خراب کرنا ہے۔ سیدھے راستے پر وہ ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ مانگا اسی سے جاتا ہے جس میں دینے کی قدرت اور حوصلہ ہو۔ اور جو سب کو دیتا ہو، جو خود دوسروں سے مانگتے ہیں ان سے کیا مانگنا۔

۴۔ عبادت کا صحیح طریقہ اور اصول حاصل کرنا چاہیئے۔ انسان کو چاہیئے کہ دل آزاری سے بچے۔ غیبت نہ کرے۔ جھوٹ نہ بولے۔ ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اللہ جل شانہٗ محبت رکھنے والوں کے نوُر کا اظہار ان کی پیشانی پر کر دیتے ہیں۔

۵۔ ہر کام اوسط درجے کا اچھا ہوتا ہے۔ نہ اللہ کریم کی مخلوق سے زیادہ محبت کرے نہ اُن سے نفرت رکھے۔ اگر انسان ایک طرف جُھک گیا تو دوسری طرف بیلنس خراب ہو جائے گا۔ یہ اس وقت ہو گا جب یقین درست ہوں گے۔ اس میں وقت کی قید نہیں۔ جس میں جتنی کمی ہے، اتنی ہی دیر میں وہ درست ہو گا۔ بہت سی اشیاء صحیح بنی ہوتی ہیں لیکن ان کا استعمال درست نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ اُن پر کرم فرماتے ہیں، جو ہر حال میں ان کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مستقبل کے لئے اچھی امید رکھتے ہیں۔ لیکن طلب نہیں رکھتے (کرتے)۔ علم سینہ علم مشاہدہ ہے۔ یہ پڑھایا نہیں جاتا۔ یہ عطا ہوتا ہے۔ اور جس کا جتنا ظرف ہوتا ہے اُتنا ہی عطا ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے مشاہدہ طلب کیا طور جل گیا۔ (اور آپ خود بے ہوش ہو گئے)۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود طلب نہ کیا معراج کا شرف عطا فرمایا۔

جو اپنے معاملات اللہ جل شانہ پر چھوڑ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں صبر و تحمل بھی عطا فرماتے ہیں۔ اور نعمت بھی عطا فرماتے ہیں۔ خود جو طلب رکھتے ہیں وہ گویا امتحان کے طلبگار ہوتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید بیس برس تک صحبتِ شیخ میں بیٹھے رہے لیکن کچھ طلب نہ کیا۔ ایک دن شیخ نے ان سے کہا۔ میاں طاق سے فلاں چیز اٹھا لاؤ۔ عرض کی حضور طاق کہاں ہے۔ ارشاد فرمایا تم اتنے عرصے سے یہاں آتے جاتے ہو ابھی

Marfat.com

طاق کا بھی علم نہیں۔ عرض کی ہیں تو حضور کی زیارت کے لئے آتا ہوں۔ مجھے طاق سے کیا کام۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ خوش ہو گئے اور اُسی وقت نعمت سے نواز دیا۔

۲۔ انسان کو چاہیئے کہ جو نعمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرما رکھی ہیں' ان کا شکر ادا کرتا رہے۔ طلب اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ اپنی پہلی نعمت پر شاکر نہیں۔ شاکر بندوں کو طلب سے بے نیاز ہونا چاہیئے۔ بے صبری شیطان کا دھوکا ہے۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گلہ ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔ جو نعمتیں ظاہر ہو چکی ہوں اُن کا شکر ادا کرتا رہے۔ یہ بندے کی طاقت سے باہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کا کوئی حق ادا کر سکے۔ یہ معبود پر ہی چھوڑنا چاہیئے کہ وہ بندے پر کیا لطف وکرم فرماتے ہیں۔ جو محبت بے نیاز ہوتی ہے، وہی صدیق ہوتی ہے۔ محبوب کی جفا اور دلداری دونوں میں لذت ہوتی ہے۔

۳۔ اہل اللہ صفاتِ الٰہی کے مظہر ہوتے ہیں۔ یہ حضرات اہلِ محبت کو خوب پہچانتے ہیں۔ ان کی مصروفیات ان کی عطائیں ان کی خدمت سب درونِ پردہ ہے۔ یہ خود راز ہوتے ہیں اور ان کا کام بھی پردۂ راز میں ہوتا ہے۔

۴۔ طلب سے بے نیازی فنافی الشیخ کی ابتدا ہے۔ پھر شیخ اس مرید کی فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

الله تبارک وتعالیٰ کسی بندے سے راضی ہوتے ہیں تو اس کے قلب میں محبت کی چنگاری رکھ دیتے ہیں۔ شیطان راضی ہوتا ہے تو اس کے سینے میں حسد کی آگ لگا دیتا ہے۔ محبت سے اللہ جل شانہٗ اور ان کے حبیب پاک سرکار دو عالم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ حسد سے بینائی زائل ہو جاتی ہے۔ قوتِ سماعت زائل ہو جاتی ہے۔ حسد ایک اندھیرا ہے جس میں کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ ایک آگ ہے جو انسان کی تمام نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ حاسد سے عملِ نیک کی توفیق بھی چھِن جاتی ہے۔

۲۔ محبت کی آگ اخلاق کو سنوارتی ہے، نیکیوں کو مجلّیٰ کرتی ہے اور خدمت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ محبت کی آگ محبت ہی سے ملتی ہے بے ادبی اور غرور و تکبّر سے نہیں ملتی۔ ہر شخص کو اس کی محبت کی نسبت سے جواب ملتا ہے۔ جواب میں دیر محبت میں صدق کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہاری فکر

Marfat.com

پالے (دل میں رکھ لے) تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تم دوسروں کی فکر پالو۔ جو بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور دستر خوان کو وسیع کرتے ہیں، ان کا رزق وسیع ہو جاتا ہے۔ جیسا سلوک معبود سے چاہتے ہو ویسا سلوک اس کی مخلوق سے کرو۔

۲۔ مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر خیال رکھو اور سختی سے ان کی پابندی کرو۔

(i) شیخ کے مہمانوں کا احترام شیخ کا احترام ہے، انہیں آگے جگہ دو۔

(ii) ختم شریف اور اوراد محبت سے پڑھو۔

(iii) شیخ کا وقت بہت قیمتی ہے۔ اُن سے مختصر بات کرو۔ اُن سے دنیا کا ذکر کم کرو۔

(iv) مساجد کے اندر شیخ کے لئے جگہ نہ چھوڑو۔ اللہ جل شانہ کے گھر کا ادب سب پر فوقیت رکھتا ہے۔

(v) محرمانہ باتیں نامحرموں میں نہ کرو۔ ورنہ پکڑ میں آجاؤ گے۔

(vi) پیروں کا (باہمی) تقابل نہ کرو۔

(vii) خود کو شمار میں نہ لاؤ۔

(viii) اہلِ اصلاح بننے کی کوشش نہ کرو۔ مشورہ حسنِ سلوک ہے، اصلاح ڈیوٹی ہے۔ ڈیوٹی ڈیوٹی والے پر چھوڑ دو۔

Marfat.com

شریعت علم ہے۔ طریقت حال ہے۔ جب اللہ جل شانہ کسی بندے پر کرم فرماتے ہیں اور اس سے راضی ہو جاتے ہیں تو اُسے علم سے حال میں منتقل فرما دیتے ہیں۔ اسے انتقالِ احوال کہتے ہیں۔ چار عنوان ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ انسان علم میں ہے یا حال میں ہے۔

۱۔ **پہلی حالت موت** :۔ اس سے مراد نفس کی موت ہے۔ جب تک نفس نہیں مرتا انسان کے قلب پر حال وارد نہیں ہوتا۔ یعنی قلب زندہ نہیں ہوتا۔ جب نفس زندہ اور قلب مُردہ ہوتا ہے، تو اس کی حالت میں کوئی انقلاب وارد نہیں ہوتا یعنی ایک ہی حالت میں رہتا ہے، جب کہ قلب زندہ کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔

قلب کی زندگی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک فضلی اور دوسری کسبی۔ فضلی صورت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے حبیب پاک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے چاہنے والوں کے صدقے میں اس انسان کے قلب پر تجلی وارد فرماتے ہیں۔ یہ تجلی یا جمالی ہوتی ہے یا جلالی

Marfat.com

جمالی تجلی سے انسان سرتاپا محبت بن جاتا ہے۔ اور اس محبت میں اپنی منزل طے کرتا ہے۔ جلالی تجلی سے انسان پر خوف اور ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور ہیبت میں منزل طے کرتا ہے۔

جب کسی قلب پر تجلی وارد ہوتی ہے تو وہ قلب بیدار ہو جاتا ہے اور ہمہ وقت اللہ جل شانہ کی یاد میں مصروف رہتا ہے ایسے کہتے ہیں دست بکار اور دل بیار۔ پھر قلب کو ذکر عطا ہوتا ہے۔

کسبی تجلی بھی فضل ربی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس بندے کو توفیق عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ مجاہدہ کرتا ہے اور نفس کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

۳۔ **دوسری حالت** انتقالِ احوال کی مراقبہ ہے مراقبہ تلاشِ غیب ہے۔ اس کی پہلی حالت محبت ہے۔ اس کو رابطہ کہتے ہیں محبت ایک روشن اور لطیف شے ہے روشنی میں ہر چیز خوب نظر آتی ہے مراقبے کی دوسری حالت مشاہدہ ہے یعنی روشنی میں دیکھنا ہے۔ تیسری حالت معرفت ہے یعنی جب دیکھتا ہے تو پہچانتا ہے یعنی خود کو بھی پہچانتا ہے، اللہ جل شانہ کے دوستوں کو بھی پہچانتا ہے اور اُن کے حبیب پاک سرکارِ دو عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہچانتا ہے۔ اور (حضور کے طفیل) ذاتِ باری تعالیٰ کو بھی پہچانتا ہے۔ پہچاننے والے کے لئے سفر آسان ہو جاتا ہے۔ چوتھی حالت مراقبے کی اسرار ہے۔ اسے مکاشفہ غیبی بھی کہتے ہیں۔ یعنی پھر اللہ جل شانہ اپنے

Marfat.com

بندے کو جس راز کا چاہتے ہیں اُسے راز دار بنا لیتے ہیں۔

۴۔ **تیسری حالت**:۔ انتقال احوال کی تیسری حالت عیانی ہے۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ بندہ پر فضل فرماتے ہیں۔ اور الہامی طور پر آنے والے یا پوشیدہ واقعات اُس پر منکشف فرماتے رہتے ہیں۔

۵۔ **چوتھی حالت**:۔ چوتھی حالت انتقالِ احوال کی خواب ہے۔ اہلِ طریقت کا خواب مکاشفہ کی ابتداء ہے۔ آنکھ بند کر کے دیکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں۔ آنکھ کھول کر دیکھنے کو مکاشفہ کہتے ہیں۔ جب قلب پر واردات شروع ہو جائے تو سمجھ لو کہ معبود نے کرم کر دیا۔ اب کسی مقام (منزل) پر پہنچا ہی دیں گے۔

۶۔ جو شخص جتنی محبت کا مالک ہے اُتنی ہی روشنی کا مالک ہے۔ عبادت سے محض دوزخ اور جنت کا مسئلہ حل ہوتا ہے خدمت خلق سے معبود راضی ہوتے ہیں۔ ادب نہ ہو تو انعام ملنے کی بجائے جرمانہ ہو جاتا ہے۔ وہ محبت بیکار ہے جس میں ادب اور سلیقہ نہیں۔ وہ دولت خانہ خراب ہے جس میں اللہ کی راہ میں قربانی نہیں۔ وہ درخت بے کار ہے جس میں پھل نہ ہو نہ سایہ ہو۔ زبان میٹھی کر لو اور اخلاق وسیع کر لو۔

معبود کی شان بھی عجب شان ہے جس کی کوئی تمثیل نہیں۔ معبود کسی کے تقویٰ کے محتاج نہیں۔ اُن کی رائی بھر رحمت لاکھوں

Marfat.com

گناہوں کو سلب کر لیتی ہے۔ لیکن لاکھوں گناہ اللہ کریم کی رائی بھر رحمت کو سلب نہیں کر سکتے۔ اس لئے اگر اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق ملے تو معبود کا شکر ادا کرو کہ اس معبود نے عملِ نیک کی توفیق عطا فرمائی۔ تکبّر اور غرور کسی مقام پر بھی جائز نہیں۔

۷۔ مومن کی شان یہ ہے کہ دل میں کسی کے خلاف کچھ نہ رکھے۔ صاف کہہ دے۔ بغض اور کینہ سینے کے جنگل ہیں۔ مخلوق کی غیبت کرنا، دنیا کی محبت دل میں رکھنا اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کے متعلق سوچنا یہ سب جنگل ہیں۔ جب یہ جنگل صاف ہو جاتے ہیں تو محبت قلبِ سالک میں مکین ہو جاتی ہے۔ مکین روشنی کر دیتا ہے پھر حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ جنگل لگاؤ ہی نہ۔ کیوں کہ بعد میں تجھے ہی کاٹنے پڑیں گے۔ جتنے لگ چکے ہیں اتنے کاٹ ڈالو۔ سب سے نیک گمان رکھو۔ بُرے گمان ایک نہ ایک دن مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

اگر کسی کو مشورہ دو تو پُورے خلوص سے دو۔ مومن حق بات سُن کر مفرح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کلمۂ حق سے اس کے نفس پر چوٹ پڑتی ہے منافق جھنجھلاتا ہے۔ حق بات غور سے سُنو خواہ بچّہ ہی کہے۔ کڑوی چیزیں خون صاف کر دیتی ہیں جبکہ میٹھی چیزیں خون میں فساد پیدا کر دیتی ہیں۔ دل کی بات دل سمجھتا ہے۔ عقل اُسے سمجھنے سے قاصر ہے مشاہدہ (چونکہ حال) ہے بیان میں لانا مشکل ہے۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اُن بندوں سے راضی ہوتے ہیں، جو اُن کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اُن کا شکر اُن کی دی ہوئی نعمتوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر اللہ جل شانہٗ نے کسی کو دولت عطا فرمائی ہے تو اُسے چاہیئے کہ غُربا، کا کفیل بنے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عائد کردہ ٹیکس ادا کرے۔ یہ نہیں کہ روپیہ تو تجوری میں بند کر دے اور چلائے پی کر کہہ دے الحمدللہ! یہ تو مذاق ہے۔ علم کا شکریہ ہے کہ انسان کمزوروں کی حفاظت کرے۔ محبت کا یہ شکر ہے کہ جب بھی اہلِ خلوص سے ملے سینہ صاف کر کے ملے۔ اُن کی دل آزاری سے بچے۔ کیونکہ اہلِ محبت کا قلب اللہ کا گھر ہے اور ان کے قلب کو ٹھیس پہنچانا اللہ کے گھر کو ٹھیس پہنچانا ہے۔ اہلِ محبت صابر ہوتے ہیں۔ رقیق القلب ہوتے ہیں۔ اور خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ انہیں ایذا پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں۔ لیکن معبود سب کچھ دیکھتے ہیں۔ پھر ایک دن ایذا پہنچانے والا خود مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اہلِ محبت سے سیدھی سادی بات کرنی چاہیئے اور خلوص اور

Marfat.com

محبت سے پیش آنا چاہیئے۔ جو محبت کا شکر ادا کرتے ہیں اُن کی روشنیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ ناشکرے اندھیرے میں آجاتے ہیں۔

۲۔ ایک شیرے کی بُوند لاکھوں مکھیوں اور چیونٹیوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے لیکن لاکھوں من سرکہ ایسا نہیں کرسکتا۔ خوش اخلاق اور اہلِ محبت ایک دن اپنی مراد کو پہنچ جائیں گے۔ بدگمان لوگ اللہ کے نیک بندوں کا شکوہ کرتے کرتے ایک دن اللہ جل شانہ، کا گلہ شکوہ کرنے لگتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود لیتے ہیں۔ جو بھائیوں کا شکر ادا کرتے ہیں، وہی معبود کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور وہی کامیاب اور بامراد رہتے ہیں۔

۳۔ شیطان اچھے مقام سے ہٹانے کی فکر میں رہتا ہے۔ پہلے تھوڑی سی بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ پھر فریادی بن جاتا ہے۔ جن بندوں کو معبود عزت عطا فرمائیں۔ ان کے خلاف فریادی بننے سے حسد کی آگ بھڑکتی ہے۔ حاسد آگ میں جلتا ہے اور جس سے وہ حسد کرتا ہے اُس کی نعمت میں اللہ جل شانہ، اضافہ فرمادیتے ہیں، پھر شیطان حاسد کو خیر کے مقام پر جانے سے روک دیتا ہے۔

۴۔ دین کی راہ میں دل آزاری نہیں ہوتی۔ درحقیقت نفس پر چوٹ پڑتی ہے۔ سوار ہمیشہ گھوڑے کو تھپکی ہی نہیں دیتا کبھی کوڑا بھی مارنا پڑتا ہے۔ بچپن میں پیار کیا جاتا ہے جوانی میں لتاڑا جاتا ہے۔

Marfat.com

اور بڑھاپے میں ادب کیا جاتا ہے۔ فقیر سے انہیں حاصل ہوتا ہے جو فقیر سے اچھے گمان رکھتے ہیں۔ اہل اللہ کی نگاہوں سے گرا ہوا پھر بچتا نہیں ۔ بُروں سے بھی اچھے گمان رکھو۔ اس سے اچھی عادت پڑتی ہے۔ بُروں سے بُرا گمان رکھنے سے اپنی عادت بگڑتی ہے۔

۵۔ اللہ جل شانہ، سے وہ حاصل کرسکتا ہے جو جمالی کیفیت میں دامن پھیلا دے اور طلب کرے اور جلالی کیفیت میں استغفار پڑھے۔ اللہ کریم کے عذاب کو جو قوم سہہ جاتی ہے اور استغفار کرتی ہے، ایک دن مقبولِ بارگاہ ہوجاتی ہے جو شکوہ کرتی ہے وہ عتاب میں آجاتی ہے۔ جب دریا طغیانی میں ہوتا ہے اس وقت سیپیاں ملنے کا امکان ہوتا ہے جب دریا پُرسکون ہوتا ہے اس وقت سیپیاں ملنا مشکل ہوتا ہے۔

ہر عطا سے پہلے ایک جلال کا زمانہ آئے گا جو اس جلال کو برداشت کرلے گا وہی کام کا بن جائے گا۔ جو ایک کا غصہ نہ سہہ سکے وہ مخلوق کی گالیاں کیسے سُنے گا۔ (برداشت کرے گا)

۶۔ فقیر کے حلق میں نُور بھرا ہوتا ہے۔ فقیر شہہ رگ کے قریب سے نکال کر نُور عطا کرتا ہے، اس لئے اس کی بات میں لذّت ہوتی ہے۔ جب نُور سے بھرپور ہوتا ہے تو زبان میں لکنت پیدا ہوجاتی ہے۔

Marfat.com

۷۔ مزاراتِ اولیاءاللہ پر جا کر اپنی طلب پیش نہیں کرنی چاہیئے بلکہ یہ عرض کرے کہ جو آپ مناسب سمجھیں عطا فرمادیں۔

پھر صاحبِ مزار اپنی شایانِ شان چیز عطا فرمائیں گے۔ محبت سے اَڑیل سے اڑیل گائے کو بھی نچوڑ لیا جاتا ہے۔ (یعنی اس کا دُودھ دوہ لیا جاتا ہے۔)

Marfat.com

وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنہیں اللہ جل شانہ، نے اپنی محبت عطا فرمائی ہے۔ محبت جب صدیق ہوتی ہے تو یہ ایسا نُور ہے جس سے انسان خود بھی منور ہوتا ہے اور دوسرے بھی اُس سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ جو لوگ احتیاط اور ضبط سے کام لیتے ہیں' اُن کی روشنی بڑھتی رہتی ہے اور جو لوگ غیر محتاط اور غافل ہوتے ہیں' ان کی روشنی گھٹتی رہتی ہے۔

۲۔ محبت ایک راز ہے جسے اللہ جل شانہ، نے اپنے چاہنے والوں کے سینوں میں رکھا۔ یہ ایک پیغام ہے جو اللہ جل شانہ، کا فضل ڈھونڈنے والوں کو دیا گیا۔ راز کو راز کے مقام پر رکھنا چاہیئے۔ اور پیغام پیغام والے کو دے دینا چاہیئے۔ قاصد غلط مقام پر پیغام دیتا ہے تو اپنی نوکری خطرے میں ڈالتا ہے جو راز کو رُسوا کرتا ہے' اپنے لئے مصیبت کھڑی کر لیتا ہے۔ راز کی حفاظت کرنے والا ایک دن بڑا راز داں بن جاتا ہے۔

۳۔ مقامِ توبہ میں ایک دن ایسی حالت بھی پیدا ہوتی ہے

Marfat.com

کہ شیطان اور نفس (باہم مل کر) حملہ کرتے ہیں۔ شیطان کان میں آوازیں دیتا ہے جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ میں ولی بن گیا۔ صدائیں آنے لگیں۔ ایسی حالت میں لاحول پڑھنی چاہیئے نفس اپنا تقویٰ تسلیم کرانے کی نیت سے بہکتا ہے۔ ایسی حالت میں نفس کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ اور بہکنے کی بجائے خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ جب کوئی شخص نفس کے اس حملے سے بچ جاتا ہے، تو پھر نفس پینترا بدلتا ہے اور دوسروں سے حسد پیدا کرتا ہے۔ کہتا ہے فلاں میں یہ خوبی ہے، تجھ میں کیوں نہیں۔ فلاں کو یہ نعمت ملی، تیرے پاس کیوں نہیں، معبود کے فیصلوں پر حسد ناجائز ہے۔ رشک جائز ہے۔ جب اس حملے سے بچ گیا تو پھر راستہ صاف ہے۔ نفس اس مقام پر برسرِ عام رُسوا کرتا ہے تاکہ مجمع عام میں نہ جاسکے۔

Marfat.com

دنیا بمنزلہ ایک مُردہ کے ہے۔ جس گھر میں مُردہ ہوتا ہے وہاں سکون نہیں ہوتا۔ دانا لوگ مُردہ کا فوری بندوبست کرتے ہیں پیشتر اس کے کہ مردہ گلنے سڑنے لگے اور گھر والوں کے لئے موجبِ آزار اور بیماری بن جائے، وہ اس مُردے کو دفنانے کا انتظام کرتے ہیں۔

یہاں گھر سے مراد انسان کا قلب ہے۔ جو اس مردہ کو یعنی محبت دنیا کو قلب میں جگہ دیتے ہیں وہ پریشان رہتے ہیں۔ جو محبتِ دنیا کو قلب سے نکال دیتے ہیں اور مُردہ کو زندہ کا مقام نہیں دیتے، وہ پریشانیوں سے بچ جاتے ہیں۔

آخرت بمنزلہ زندہ کے ہے جو زندہ کی محبت قلب میں رکھتے ہیں اُن کے گھر بارونق ہو جاتے ہیں اور انہیں سکون حاصل ہوتا ہے۔ جو اللہ جل شانہٗ اور ان کے حبیب پاک سرکارِ دو عالم فخرِ بنی آدم حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت رکھتے ہیں اور دُنیا کو مقام سفر سمجھتے ہیں، وہ پریشانی میں بھی مطمئن

Marfat.com

رہتے ہیں۔

۲۔ جب تک فکر صحیح نہیں ہوتا ذکر صحیح نہیں ہوتا ذکر سے سوز پیدا ہوتا ہے، سوز سے لذت پیدا ہوتی ہے، روشنی پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ شیخ اللہ جل شانہٗ کی محبت اور دید کا دروازہ ہے۔ بقدرِ ظرف مخلوق کا فکر پالنا ہی پڑے گا۔ دنیا کا پال لے، تو کا پال لے یا پوری مخلوق کا پال لے۔ دوسروں کا غم پالنا ہی پڑے گا۔ پھر یہ سوز ایک دن حقیقت کی فکر میں مبتلا ہوتا ہے۔ تب جا کر دید پیدا ہوتی ہے۔ نظر اُن کو عطا ہوتی ہے جو ضبط کے مالک ہیں۔ جو اذکار کی لذّت برداشت نہ کرسکے وہ دید کیا برداشت کرے گا۔ فکر اور سوز والے کی طبیعت میں ایسی لچک پیدا ہوتی ہے کہ پھر جام باہر نہیں اُچھلتا۔

ذکر ایک آگ ہے جس میں ہنڈیا کو پکا (پختہ) کیا جاتا ہے۔ جب ہنڈیا پکّی ہو جاتی ہے تو پھر اسے چولہے پر چڑھایا جاتا ہے۔ پھر وہ پھٹتی نہیں۔ ذکر سے انسان کے اس جسدِ خاکی کو پختہ کیا جاتا ہے، تاکہ قائم رہے۔ ہنڈیا کو جتنی تیز آگ میں پکّا (پختہ) کیا جاتا ہے اتنی ہی تیز آگ وہ برداشت کر لیتی ہے

ذکر و فکر کی آگ ملے تو دو آتشہ کشتہ بن جاتا ہے۔ خود کو جھوٹی

Marfat.com

فکر کا عادی بناؤ معبود بڑا فکر عطا فرما دیں گے۔ وسوسوں سے نہ گھبراؤ، یہ
ایمان کی علامت ہیں۔ سرکارِ دو عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ والہ وسلّم
کا ارشادِ گرامی ہے کہ میری اُمّت کے وسوسے معاف کر دیئے گئے ہیں۔
بشرطیکہ زبان سے نہ کہے اور عمل میں نہ لائے۔ نفس اور شیطان تو یہ
تماشا دکھاتے ہی رہتے ہیں۔

Marfat.com

معبُود ان پر کرم فرماتے ہیں جو ڈر کر توبہ کرتے ہیں۔ ان پر بھی کرم فرماتے ہیں جو نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔ عبادت سے قلب میں نُور پیدا ہوتا ہے۔ جس سے گناہوں کی کثافت دُور ہوتی ہے۔ لالٹین کی چمنی جب دھُوئیں سے کالی پڑ جاتی ہے، تو کچھ نظر نہیں آتا۔ اسے صاف کرنے سے نظر آنے لگتا ہے۔ گناہوں کے اندھیرے میں نُوری قلب دیکھنے کے قابل نہیں رہتا۔ حرام روزی سے بھی اندھیرا چھاجاتا ہے۔

علمِ ظاہر تلاش ہے علمِ باطن کی۔ علمِ ظاہر کتابوں میں لکھا ہے، علمِ باطن اللہ جل شانہٗ نے اپنے چاہنے والوں کے قلوب میں عطا فرمایا ہے۔ علم سفینہ پڑھایا جاتا ہے۔ علمِ سینہ عطا ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سب سے بڑی عطا اس کی معرفت یعنی توحید ہے، جو مومنوں کے قلب میں عطا ہوتی ہے۔

علمِ ظاہر اس لئے نہیں کہ دنیا میں نام ونمود کرو۔ اس کا کوئی اجر نہیں۔ اجر صرف اللہ جل شانہٗ کی محبت حاصل کرنے کا ہے۔

Marfat.com

عبادت کرنے والے کو فرشتے دوست بنا لیتے ہیں۔ جس کے دوست نوری ہوں اس کا تمام جسم نوری ہو جاتا ہے۔ صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ جن تلوں کو پھولوں میں بسایا جاتا ہے ان میں پھولوں کی خوشبو آجاتی ہے۔ جو صالحین کی صحبت اختیار کرتے ہیں ان کے قلوب پر اثر ہوتا ہے۔

روح لطیف ہے، جسم کثیف ہے۔ روح چاہتی ہے جسم بھی لطیف ہو جائے، لطیف پرواز کرتا ہے۔ پہلے ذکرِ زبان ہے (کلمۂ طیّب) پھر ذکرِ خفی، ذکر ملکوت، ذکر لطیف ہے، جو قلب کرتا ہے۔ پھر عالمِ ملکوت طے ہوتا ہے۔ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور وہ اس کی عبادت دیکھتے ہیں۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی سے راضی ہوتے ہیں تو فرشتوں میں اعلان فرما دیتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے راضی ہو گیا ہوں۔ فرشتے مخلوق میں اعلان کر دیتے ہیں۔ اس میں اشتہار دینے کی ضرورت نہیں۔ یہ اللہ کا انعام ہے، پھر اس کے ذکرِ جبروت ہے، یعنی رُوح کا ذکر، یعنی پاک روحوں کا مقام۔ قطب الاقطاب وہاں پہنچتے ہیں۔ پھر بڑھتے بڑھتے سلطان الاذکار تک پہنچتا ہے۔ یعنی رونگٹے میں اللہ کا ذکر پیدا ہوتا ہے۔ اس مقام پر ایک دفعہ اللہ کہنے سے ۲/۱-۳ کروڑ بار ثواب ملتا ہے۔ کیوں کہ

Marfat.com

انسان کے جسم میں ۳½ کروڑ مسام ہیں اور ایک ہی وقت میں سب مساموں میں اللہ کا ذکر پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ اس کے بعد ذکرِ لاہوت ہے، جہاں ماسوائے ذات کے کچھ نہیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گئیں۔ حضور عالمِ استغراق میں تھے، فرمایا: کون؟ کہا: عائشہ۔ فرمایا: کون عائشہ؟ کہا: عائشہ بنت ابوبکر صدیق۔ فرمایا: کون ابوبکر صدیق؟ کہا: صحابیٔ رسول اللہ۔ فرمایا: کون رسول اللہ؟ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ڈر کر واپس چلی گئیں۔ وہ ایک ایسا مقام ہے جہاں نُور، نُور سے جا ملتا ہے۔

۳۔ عبادت کے لئے لباس نہیں بدلنا پڑتا، کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ اس میں ذات، قومیت، امارت وغیرہ کچھ شرط نہیں۔ اللہ جل شانہٗ تو بس انسان کی نیت کو دیکھتے ہیں۔ اہل اللہ اللہ جل شانہٗ کی محبت میں غرق رہتے ہیں۔ انہیں قیل و قال کی فرصت کہاں؟ اہلِ ظاہر ظاہری چیزوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔

۴۔ آخرت کا توشہ پہلے سے بھیجنا ہوگا۔ جب کام آئے گا۔ جب ذکر صحیح ہوتا ہے تو اس میں لذت پیدا ہوتی ہے پھر ترک نہیں کرتا۔ جب ذکر میں لذت ہو، ذوق ہو۔ سمجھ لو قبول

Marfat.com

ہے۔ اگر ذکر کرنے کو جی نہ چاہے سمجھ لو شیطان نے ڈیرا ڈال لیا ہے۔
استغفار پڑھو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو وہ علم عطا فرمایا ہے، جس سے شیطان کو قید کر لیتے ہیں۔ شاہوں کے دربار میں چوروں کو سزا مل جاتی ہے۔

Marfat.com

ذکر اذکار اور عبادت سے قلب کی صفائی ہوتی ہے۔

جب قلب صاف ہو جاتا ہے تو اس میں اللہ کا نور پیدا ہوتا ہے، جس کی عبادت پسند آجاتی ہے، اللہ جل شانہ اس کی اطلاع اس کے سلسلے کے بزرگوں کو دے دیتے ہیں۔ پھر ان بزرگوں سے ان کی اہلیت کے مطابق نعمت عطا ہوتی ہے۔ ہر انسان کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ سے روشنی اور خوشبو لئے ہوئے ہے۔ اس سے عبادت گذار کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ پھر اُسے دُنیا سے دلچسپی نہیں رہتی۔ کھانے پینے کی بھی پرواہ نہیں رہتی۔ وہ ہر شے کو عبادت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ایسی روشنی ملتی ہے کہ دُور کی چیزیں بھی نظر آتی ہیں۔

روح کی اور خون کی خوشبو علیحدہ علیحدہ ہے۔ ایسا انسان دوسروں کے خون اور رُوح کی خوشبوئیں سُونگھ لیتا ہے۔ جب جسم رُوح کی موافقت میں ہو جاتا ہے تو وہ بھی لطیف ہو جاتا ہے۔ قوم جنّات کی خوشبو علیحدہ ہے، انسان کی علیحدہ ہے۔ اور پلید کی

Marfat.com

بدبو ہے۔ جب انسان اپنی حفاظت کرتا ہے اور صحیح عبادت کرتا ہے تو اُسے علمِ باطن عطا ہوتا ہے۔ پھر جو سیر نصیب ہوتی ہے، وہ بیان کر دے تو لوگ اسے دیوانہ کہیں۔ اللہ کو ہر مخلوق کی آوازیں آتی ہیں۔ اور جس کی چاہتا ہے آواز سُن لیتا ہے۔ چیونٹی تک کی آواز سُن لیتا ہے۔ جب قلب کی صفائی شروع ہو تو سمجھ لو کہ مہمان آنے والا ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہم نے کچھ حاصل کر لیا ہے۔ یہی کہے کہ معبود اس قابل بنا دے کہ ہم تیرے معاملوں اور رازوں کو سمجھ لیں اور بندگی کا حق ادا کر سکیں۔

۲۔ والدین کی صحیح خدمت نہ کرنے والوں پر اور خود کو شمار میں لانے والے پر راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جس بندے سے کام لینا چاہتے ہیں، اس کے قلب کی صفائی کر دیتے ہیں۔ پھر اس میں اپنی محبت عطا فرما دیتے ہیں۔ اہلِ نفرت کی نگاہ بُرائی کی طرف جاتی ہے۔ اللہ سے محبت کرنے والے اللہ کے واسطے سے مخلوق سے بھی محبت کرتے ہیں۔ ان کا اخلاق وسیع ہو جاتا ہے۔ وہ طمع نہیں رکھتے۔ پھر اللہ کے دوستوں سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔ سب صدقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ملتا ہے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش نہیں فرماتے کچھ نہیں ملتا۔ اہل اللہ کی طرف سے گمان درست رکھیئے

Marfat.com

ورنہ کیا دھرا برباد ہو جائے گا۔

اللہ سے عقلِ سلیم مانگنی چاہیئے۔ یہ دنیوی عقل تو محض کھانے کمانے کے لئے ہے۔

Marfat.com

معبود ہرایک کے حال سے واقف ہیں۔ بس وہ کام کرنے چاہئیں جن سے وہ راضی ہوں۔

جس نے اپنی روشنی کی حفاظت کی، اس کی اصلاح ہوئی اور جس نے حفاظت نہیں کی، وہ گمراہ ہوا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے والے اپنی مراد کو پہنچ جاتے ہیں۔

صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اُن کے عمل کی نقل کی۔ تابعین نے صحابہ کرام کو دیکھ کر اُن کی نقل کی۔ تابعین کی نقل تبع تابعین نے کی۔ ان کی اولیائے کرام نے کی۔

اگر ہم اہل اللہ کی نقل کریں گے تو اللہ اس کو اصل کر دیں گے۔ جو دیکھا جائے اسی کی نقل ہو سکتی ہے۔ اس وقت کو بھی لوگ یاد کریں گے۔ اللہ کے دوست اب بھی موجود ہیں۔ آئندہ ایسا وقت بھی نہیں ہوگا۔

Marfat.com

اللہ جل شانہٗ نے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی صفات عطا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ چھوڑے۔ اور سب کو ایک ایک صفت عطا فرمائی۔ یہی صفات اولیائے کرام میں منتقل ہوتی چلی آئی ہیں۔ ہمارا نام محض نشان ہے۔ نام وہ ہے جو خود پیدا کریں جیسا کہ اولیائے کرام نے کیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو عزت دے کر بلاتا ہے اور مغروروں کا غرور خاک میں ملا کر بلاتا ہے۔ ظالموں کی عمر گھٹ جاتی ہے۔ دعاؤں سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ دعا لینے والے کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ دل آزار کی کمائی ۵۰ حصے کم ہو جاتی ہے۔ اگر قسمت میں ۵۰ لاکھ ہے تو ایک لاکھ رہ جاتا ہے۔

۲۔ کسی شے کو دیکھنے کے لئے پہلے قوتِ دید کی ضرورت ہے۔ جب قوتِ دید حاصل ہو جائے تو پردہ ہٹا دیا جاتا ہے۔ اگر قوتِ دید نہ ہو اور پردہ ہٹا دیا جائے تو بے کار ہے۔ کسی کمرے میں

Marfat.com

کیسا ہی اچھا کھیل ہو رہا ہو، باہر نابینا کھڑا ہو، اگر دروازہ کھول بھی دیا جائے تو اُس کے لئے بے کار ہے۔ اس لئے قوتِ دید حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ پردوں کو چاک کرتے جانا چاہیئے۔ بعض دفعہ کثیف پردے راہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔ پہلا پردہ اللہ اور بندے کے درمیان عقل ہے۔ یعنی دنیاوی عقل، اس کو ترک کرنا ہے اور عقلِ سلیم مانگتا ہے تو یہ پردہ ہٹ جاتا ہے۔

دوسرا پردہ علم ہے۔ بغیر عقلِ سلیم کے، بندہ اپنے ہی علم کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور منزل سے دُور ہو جاتا ہے۔

تیسرا پردہ تکبّر ہے۔ یہ اتنا تاریک پردہ ہے کہ انسان اپنا راستہ خود بند کر دیتا ہے۔

چوتھا پردہ محبتِ دُنیا ہے۔ یہ انسان کی بینائی سلب کر لیتا ہے۔

پانچواں پردہ خواہشات کا ہے۔

چھٹا پردہ ماسوا کا خوف۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص ہر وقت موت کے خوف سے روتا رہتا ہے۔ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: تُو نے اپنے اور اللہ کے درمیان پردہ ڈال دیا ہے۔ موت کا خوف تیرا مقصود بن گیا ہے۔ مقصود تو اللہ کی ذات ہے۔

۳۔ خواہشات فنا نہیں ہونے دیتیں اور فنا کے بغیر بقا نہیں

Marfat.com

حاصل ہوتی ۔ جو جتنی جلدی یہ پردہ چاک کر لیتا ہے' اتنی ہی جلدی مقام پر پہنچ جاتا ہے ۔

جس دن حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ نہ آتیں حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ حلقہ نہیں فرماتے تھے ۔ فرماتے تھے ہاتھیوں کا جام چیونٹیوں کے بس کا نہیں ۔

۴۔ اللہ جل شانہٗ نے انسان کو پیدا فرمایا عبادت کے لئے۔ یعنی اپنی غلامی کے لئے ۔ غلام کا کام تکمیلِ ارشاد ہے ۔ مالک عطا فرما دے اس کی مرضی ہے لیکن حق نہیں ہے ۔ اللہ نے مخلوق کو اُس کے حق سے کہیں زیادہ دے رکھا ہے ۔ ایمان' امید اور خوف (بیم و رجا) کے درمیان ہے ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت دوستوں کے لئے اور رحمت گناہگاروں کے لئے ہے ۔ اگر توبہ کے بعد پھر گناہ نہ کرے تو توبہ قبول ہوئی ۔ اللہ کو راضی کرنے کے لئے کوئی لباس بدلنا نہیں پڑتا ۔ کوئی خاص سامان مہیا کرنا نہیں پڑتا ۔ صرف دل اس کی طرف لگانا پڑتا ہے ۔

Marfat.com

مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نسبت جیسی نعمت سے مالامال فرمایا۔ بے نسبت انسان نسبت والے کتے سے کہیں بدتر ہے۔ اصحابِ کہف کے کتے نے نسبت سے اپنے لئے اعلیٰ مقام حاصل کرلیا۔ نسبت کی منزل میں پہلا قدم رابطہ ہے۔ دوسرا قدم تعلق ہے۔ تیسرا قدم نسبت ہے اور چوتھا قدم محبت ہے۔

۲۔ رابطہ سے مراد دو قلوب کے درمیان ایک سلسلہ قائم ہونا ہے۔ جب سلسلہ قائم ہوجاتا ہے تو اُس میں ایک قوت پیدا ہوتی ہے، اسے تعلق کہتے ہیں۔ جب تعلق قائم ہوجاتا ہے تو اُسے نسبت کہتے ہیں اور جب اس نسبت میں صدق پیدا ہوتا ہے اور یہ طمع سے خالی ہوجاتی ہے تو اسے محبت کہتے ہیں۔

۳۔ یہ سب منازل اختیاری بھی ہیں اور جبری بھی ہیں۔ اختیاری منازل میں حلاوت اور روشنی ہوتی ہے جس سے انسان اپنے مقام کو تلاش کرتا ہے۔ جب انسان اپنی فطرت کے جوہر کو خود نہیں

Marfat.com

دیکھ سکتا تو اللہ جل شانہٗ بسا اوقات فضل فرما دیتے ہیں اور اُسے اپنے دوستوں کی صحبت عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ انسان کے جوہر کو نمایاں کرتے ہیں، اور اُس جوہر کی تربیت کرتے ہیں اُس کو جبری کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس تربیت سے انسان شعوری یا غیر شعوری طور پر بے خبر ہوتا ہے۔ لیکن اللہ جل شانہٗ کرم فرما کر وہ جوہر نمایاں فرماتے ہیں۔

اختیاری یہ ہے کہ انسان اپنی حالت کا احساس کرتا ہے اور خود کو تلاش کرنے کی فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس تلاش کے ذرائع تلاش کرتا ہے اور اس منزل پر سمجھ بوجھ کر گامزن ہوتا ہے۔ یہ مقام اعلیٰ و ارفع ہے۔

ذات سے نسبت سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اس کا تعلق مشاہدے سے ہے حسن کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ پھر اس میں محو ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس میں فنا ہو جاتا ہے۔ دوسری حالت صفات سے نسبت ہے۔ اس کا تعلق قلب سے ہے۔ یعنی صفات نمایاں ہو کر قلب پر اثر انداز ہوتی ہیں اور قلب میں ایک ایسا نقش بنا دیتی ہیں جو پھر نہیں مٹتا اور اس صفت میں انسان کھو جاتا ہے اور اس میں کھو کر ذات کو پہچان لیتا ہے۔

تیسری صورت میں انسان کی عقل اس کی ظاہری علامات سے صفت کو پہچان لیتی ہے اور اس کی رسائی صفت تک ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔ اور جس کی رسائی صفت تک ہو جاتی ہے اس کی رسائی ذات تک بھی ہو جاتی ہے۔

چوتھی حالت خود غرضی پر مبنی ہے اس کی عمر تھوڑی ہوتی ہے جب تک خواہشات پوری ہوتی رہتی ہیں یا امید رہتی ہے کہ پوری ہو جائیں گی وہ وابستہ رہتا ہے۔ اس کی رسائی کسی مقام تک نہیں ہوتی کیونکہ رسائی کا تعلق قلب اور رُوح سے ہے نفس سے نہیں۔ جن کے تعلق نفس کی بنیاد پر ہوتے ہیں وہ دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر اندھیرے میں آجاتے ہیں اور راہ سے بھٹک جاتے ہیں۔

قلبی نسبت والے اطاعت اور قربانی کو سمجھتے ہیں اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوتے ہیں۔ آخرت کا راستہ محبت اور نسبت سے طے ہوتا ہے اور دنیا کا راستہ عقل سے طے ہوتا ہے۔

Marfat.com

انسان گوری اور سفید رنگت سے حسین نہیں ہوتا۔
حسین وہی ہے جسے ندامت کے آنسوؤں کا حسن مل جائے، ٹپکے ہوئے آنسوؤں سے رُوٹھے یار کو منا لے۔ محبت کی چاندنی میں یار کو دیکھ لے۔ نظرِ یار کو سہارا بنا لے اور جمالِ یار سے سکون پا جائے۔ تڑپنا اور تڑپانا محبت ہے۔ جیسے میں کھو جائے ویسا ہو جائے۔ سمندر میں غوطہ زن ہو تو موتی مل جائے۔ دریا میں غوطہ زن ہو تو پتھر مل جائے۔ عقل کی بات میں الجھ جاتا ہے، محبت کی بات میں سلجھ جاتا ہے۔ منہ سے پینے سے عقل مدہوش ہے اور نظر سے پینے سے رُوح مدہوش ہے۔

عقل کے مدہوش کی کوئی عزت نہیں اس لئے کہ بالمقابل کی عزت سے واقف نہیں ہے۔ نظر سے مدہوش ہونے والا معزز ہے اس لئے کہ ابتدا کی بھی خبر ہے اور انتہا کی بھی۔ جب نظر کا مدہوش ہے بااختیار ہے۔ عقل کے مدہوش سے ہر راہ گیر کنارہ کش ہو جاتا ہے اور دل کے مدہوشوں پر ہر راہ گیر نثار ہوتا ہے۔

Marfat.com

۲۔ ہاتھوں سے مانگنے والوں کی محتاجی ختم نہیں ہوتی دِل پھیلانے والے ایک بار مانگتے ہیں اور عمر بھر بانٹتے ہیں۔ ہوش کا تاج محتاج ہے۔ مدہوش کا تاج لامحتاج ہے۔ جب کوئی کسی پرندے کو شکار کرتا ہے تو تھیلے میں لے لیتا ہے۔ جب دل کو نظرِ دوست شکار کرتی ہے تو آغوشِ محبت میں لے لیتی ہے۔ اُسے غم سے نجات مل جاتی ہے۔ جو اللہ اور اس کے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں پہنچ جاتے ہیں، انہیں کوئی غم نہیں ہوتا، کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ جسے جمالِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جاتا ہے، اُسے بینائی کی کمی نہیں۔

دنیا میں بھی یار کے شکار کو اہتمام سے کھایا جاتا ہے نظرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شکار دل بارگاہِ رب العزت میں پیش ہوتے ہیں اور ان دلوں پر رحمتِ باری تعالیٰ نچھاور ہوتی ہے۔ سُنا ہے شکار ہونے کے بعد پرند کو پانی بھی ملتا ہے اور مصالحہ بھی ملتا ہے۔ وہ دُھلتا بھی ہے اور اسے مصالحہ بھی لگتا ہے۔ شکار دلوں کو محبت کے مصالحے لگائے جاتے ہیں جو دل محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مبتلا ہو جاتے ہیں، وہ منزل کے مسافر ہیں۔ وہ سرتاپا روشن ہیں۔ جو دل محبتِ دنیا میں مبتلا ہے، وہ سرتاپا اندھیرا ہے۔ محبت دنیا انسان کی رگ رگ میں اندھیرا کر کے چھوڑتی ہے اور محبتِ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی رگ رگ میں روشنی کر کے چھوڑتی ہے۔
اگر مسافر نے منزل سے منہ نہ موڑا تو وہ منزل پر پہنچ کر رہے گا۔
اہلِ دل جو دیکھتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ اہلِ عقل کی دید فریب ہے اور اہلِ دل کی دید حقیقت ہے۔ اہلِ دل تنور کے لقمے کم کھاتے ہیں اور نور کے زیادہ کھاتے ہیں۔ عقل والوں کی طاقت تنور کے لقمے سے ہے اور دل والوں کی طاقت نور کے لقموں سے بنتی ہے۔ اگر دل والوں کا خون بہہ جائے تو وہ ختم ہو جاتے ہیں اور اگر نور والوں کا نور چھن جائے تو وہ ختم ہو جاتے ہیں۔

اللہ جل شانہ، جو کچھ دے وہ لپک کے لینا چاہیئے۔ خواہ بارش کی چھم چھم کا برقعہ اوڑھے ہوئے ہو یا کیف و سرور کا لبادہ پہنے ہوئے ہو۔ عطائے یار بقائے غلام ہے، جو جس کو نوازتا ہے، پھر اُسے ذلیل نہیں کرتا۔

۳۔ محبت کر اور اتنی کر کہ تجھے اپنی ذات کا احساس نہ رہے۔ جس دن تیری ذات مٹ جائے گی تو وہی ہو جائے گا جس میں تیری ذات گرے گی۔ بہتا ہوا پانی جہاں گرے گا وہی کہلائے گا۔ سمندر میں گرے گا سمندر کہلائے گا۔ دریا میں گرے گا دریا کہلائے گا۔ نالے میں گرے گا نالہ کہلائے گا۔

ترکھان لکڑی کو خشک کرتا ہے گھڑنے کے لئے اور لوہار لوہے

Marfat.com

تپاتا ہے اُسے موڑنے کے لئے۔ محبت شکار کرتی ہے حیات دینے کے لیئے، زندگی چھیننے کے لئے نہیں۔ لوہا تب تک لوہا ہے جب تک آگ میں نہ جائے۔ جس لوہے کو آگ آغوش میں لے لے، وہ، لوہا ہوتے ہوئے بھی، لوہا نہیں۔ رنگ آگ کا؟ صفات آگ؟ اور ذات لوہے کی ہے۔

جب کوئی کسی کے عشق میں ہے تو وہ وہی ہے جس کے عشق میں ہے۔ جس آگ میں لوہا پڑ جائے وہ آگ اس کے لئے اچھی۔ جس شیشے سے لکڑی ذات پا جائے، وہ شیشہ اس کے لئے اچھا۔ جس تڑپ سے آدمی حیات پا جائے وہ تڑپ اس کے لئے اچھی۔ اگر کسی دریا کو سمندر آغوش میں لے لے تو وہ بہت بڑے مدوجزر کا مالک بن جاتا ہے۔ محدود وہ ہے جو محدود میں ہے۔ آگ لوہے کو سُرخ کر کے باہر نکالتی ہے۔ محبت ہر آواز کو اپنے اندر نوُر بنا کر نکالتی ہے۔ دریا، دریا رہے گا تو اسے کناروں میں رہنا پڑے گا۔ بے کنارا ہونے کے لئے اُسے سمندر کی آغوش میں جانا پڑے گا۔ عقل کی دنیا میں مرنے والوں کا ماتم تین دن ہے۔ جسم کی اولاد تین دن یاد کر کے بھول جاتی ہے۔ روح کی اولاد قیامت تک نہیں بھُولتی۔ روح کی اولاد سے انسان اس عالم میں پہنچ کر بھی بے خبر نہیں ہوتا۔ اسی سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہیں۔

Marfat.com

اندھیرے میں نیند آجاتی ہے۔ بتّی جل جائے تو سونے کو جی نہیں چاہتا۔

۲۔ مقصود پر نگاہ رکھو، جائے مقصود پر نہیں۔

۳۔ رات کو سونے سے پہلے تصور کرو۔ توبہ کی، اچھے اعمال کی اور اچھی چیزوں کی توفیق مانگو تاکہ عالم خواب میں اگر موت آ جائے تو تائب کی موت نصیب ہو۔

۴۔ حکمران کا عجز، غریب کا امین ہمدرد اور صابر ہونا دوسروں کا دکھ درد خندہ پیشانی سے سُننا، عالم کا عجز یعنی علم پر غرور و تکبّر نہ کرنا، خود سے زیادہ مخلوق کی فکر پالنا، یہ سب باتیں فوراً مقبول بارگاہ ہو جاتی ہیں۔

۵۔ اگر کوئی نیک سلوک کرے فوراً بھائیوں میں بانٹنے کی نیت کرے ورنہ لالچی ہو جائے گا۔

۶۔ تعلق ایسے سے رکھے جس سے کچھ حاصل ہونے کی امید نہ ہو بلکہ کچھ دینا ہی پڑے۔

Marfat.com

۷۔ طبیعت میں نرمی پیدا کرو اور طمع چھوڑ دو۔

۸۔ خدمت کی نیت کر، دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھ۔

۹۔ اہل دنیا مکان (جسم) سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سرتاپا ہوس ہے۔ اہلِ باطن مکین (رُوح) سے محبت کرتے ہیں۔ چاہے بوسیدہ اور گندے مکان میں اچھا مکین بیٹھا ہو وہیں جلتے ہیں مکان کی مرمت ہوسکتی ہے لیکن اگر خوب صورت مکان کے اندر اچھا مکین نہ ہو تو اس کی اصلاح بہت مشکل ہے۔

۱۰۔ بیوی کو میاں کے گھر آنے کے وقت اپنی زیب وزیبائش کرنی چاہیئے۔ اچھا لباس پہننا چاہیئے۔ خوشبو بھی لگانی چاہیئے۔ اس سے خاوند کے دل میں جدوجہد کرنے کے لئے قوت ارادی پیدا ہوتی ہے ورنہ وہ مرجھا جاتا ہے۔ اسی طرح بیوی خاوند کے نرم اور محبت بھرے الفاظ سے محبت کا یقین کرتی ہے۔ مشورہ اس انداز سے کرو کہ اس کی بات اونچی نظر آئے۔ یہ اظہار فیاضی ہے۔ اس طرح اسے بھی اس کی اہمیت کا احساس دلاتے رہنا چاہیئے۔

۱۱۔ بندوں کو رازق یا خدا نہ سمجھنا۔

۱۲۔ محبت کریم سے ہوتی ہے قہار سے نہیں۔

۱۳۔ انسان کا ظاہر، باطن کی دلیل ہے۔

۱۴۔ آخرت کے مسافر کے کان دنیا کے لئے بہرے ہوتے

Marfat.com

ہیں اور دنیا کے مسافر کے کان آخرت کے لئے بہرے ہوتے ہیں۔

۱۵۔ نفس زندہ کے ساتھ صورت کی تکمیل بجائے خود ایک حجاب ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ سائن بورڈ ہو اور دکان میں مال نہ ہو۔

۱۶۔ جب تک محبت نہ ہو اطاعت، ایثار اور قربانی پیدا نہیں ہوتی۔

۱۷۔ جو اس دور میں چند لمحے دین کے لئے نکال لے گا تو اور کچھ ہو نہ ہو عافیت میں ضرور آجائے گا۔

۱۸۔ ولی کی جتنی عمر بڑھتی ہے اتنا عمل بڑھتا ہے، جتنا علم بڑھتا ہے تواضع بڑھتی ہے، جتنا فقر بڑھتا ہے، سخا بڑھتی ہے۔

۱۹۔ بصیر اُسے کہتے ہیں کہ آنکھ عالمِ محسوسات کو محسوس کرے، لذت محسوس کرے لیکن دیکھ نہ سکے۔ بصیرت اُس کو کہتے ہیں کہ جو محسوس کرے اُسے چشمِ قلب سے دیکھے بھی اور اس کے معنی قلب پر وارد ہوں تو اُسے محاصرہ کہتے ہیں اور پھر چشمِ رُوح سے اسرارِ خداوندی کو دیکھے تو اسے مکاشفہ کہتے ہیں۔

۲۰۔ مُرید بدبخت کی علامات :۔ ذکر ہوتا ہے، ساتھ ہی تکبّر بھی ہوتا ہے۔ جب تک نفس ترک نہیں کرتا ذکر میں عجز پیدا نہیں ہوتا۔ علم عطا ہوتا ہے، عمل نہیں ہوتا، عمل ہوتا ہے تو خلوص نکل جاتا ہے، محبت کی عزت چھن جاتی ہے۔

Marfat.com

۲۱۔ نماز کے پورے ارکان ادا نہ ہوں تو پوری نماز ساقط ہے۔

۲۲۔ ہر حال اور مقام کا ادب ہے۔ آدابِ ظاہر، ظاہر کا حُسن ہے۔

۲۳۔ جس کے ظاہری اعضاء جتنے نرم ہوں گے اتنا ہی اس کا قلب نرم ہوگا، جتنے اعضاء سخت ہوں گے، قلب سخت ہوگا۔ اعضاء نرم ہوں گے تو سخی ہوگا۔

۲۴۔ فکر، اُنس اور ہیبت کے درمیان ایک مقام ہے اگر اُنس غالب آگیا تو محبت کا غلبہ ہوگیا۔ اگر ہیبت غالب آئی تو خوف طاری ہوگیا۔ ان دو غلبوں کے بین بین ہو تو محبت ہے۔ پھر اس کا فکر بھی ہو لیکن اتنا خوف نہ ہو کہ محبت نہ ہو سکے۔

۲۵۔ فقر میں جب کرم ہوتا ہے تو پہلا مقام بصر ہے۔ بصر میں مدہوشی ہے، اس لذت میں فنا ہونا چاہتا ہے۔ دوسرا مقام بصیرت ہے۔ اس میں ہوش ہوتا ہے۔ تیسرا مقام رُوح ہے۔ اس میں مکاشفہ اور مشاہدہ ہوتا ہے۔ مقامِ فکر پر عبادت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ فکر سے نفس مغموم ہوتا ہے جس سے اس کی قوت سلب ہو جاتی ہے۔ پھر عجز و انکساری پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ غرور تو طاقت سے ہوتا ہے۔ عجز و انکساری سے مقام بندگی کا احساس ہوتا ہے اور یہ خود کو پہچانتا ہے۔ اور معبود کی اس پر ایک ہیبت اور اُنس طاری ہو جاتا ہے اور

Marfat.com

اُسے محویت حاصل ہو جاتی ہے۔

اور محویت ہی حضوری کا دروازہ ہے۔ اسے کہتے ہیں قلبِ حضوری اور حضوری کی عبادت مقبول ہے۔

Marfat.com

روحیں دو ہیں ، ایک رُوح حلول کئے ہوئے اور ایک روح محیط کئے ہوئے۔ خواب میں وہ رُوح سیر کرتی ہے جو محیط کئے ہوئے ہے۔ وہی روح مشاہدے کرتی ہے۔ اگر مقامی روح اتنی قوت کی مالک ہے تو راز بانٹ لیتی ہے اور قلب پر واردات ہو جاتی ہے۔ بیداری میں آفت کی آڑ بھی سیلانی روح بن جاتی ہے۔ یہ سیلانی روح کی طاقت ہے جب یہ جسم سے جدا ہوتی ہے تو جسم حرکت نہیں کر سکتا۔ یہ روح جسم سے عشق میں مبتلا ہوتی ہے اور زیادہ دیر تک جسم کو چھوڑتی نہیں۔ اگر کوئی اسے متجلی کرلے تو یہ سوتے جاگتے کام کرتی ہے یہ چیز تو وجود میں ہے لیکن آقا کو غلام سے کام لینے کا سلیقہ نہیں آتا جب کسی کا خیال کر کے بیٹھتا ہے تو اس کی روح محیط ہوتی ہے اور واردات شروع ہو جاتی ہے۔

ادب اپنے اور سامنے والے کے مقام کو پہچاننے اور اُسے برقرار رکھنے کا نام ہے۔ مرید ہونا پہلا قدم ہے، یہ ایک حال ہے جو اللہ کی راہ میں اس نے بدلا۔ اب طالبِ دنیا ہونا بے ادبی ہے۔

Marfat.com

کیونکہ ہر حال کا ادب جُدا ہے۔ اس راہ کا فکر یہ ہے کہ پہچانے کہ اس راہ پر کیوں آیا اور اس کا مقصد کیا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اپنی طلب صحیح کرے۔

پھر یہ خیال کرے کہ پیر کیوں پکڑا؟ اپنے سے اعلیٰ و ارفع اس راہ کا راہبر سمجھا۔ اب اس کے لئے گویائی بے ادبی ہے۔ کیونکہ اگر پیر سے یہ پوچھے کہ، ایسا کیوں ہے اور ویسا کیوں ہے تو پیر کیسے مانے؟"

اس راہ کا ہر حال جدا ہے اور ہر حال کا ادب جدا ہے۔ مقام بصر کا تعلق محسوسات سے ہے اور اس لذت کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اس حال کا ادب خاموشی ہے۔ مقامِ بصیرت دوسرا حال ہے۔ اس کا ادب یہ ہے کہ جو نکات خطرات یا خیالات قلب میں پیدا ہوں اُن پر غور کرلے اور پھر بیان کرے۔ چپ نہ رہے، یہ اس کا ادب ہے۔

مقامِ روح میں اسرارِ خداوندی ہیں۔ اسرار کا کھولنا بے ادبی ہے، اس لئے اس کا ادب اخفا ہے۔ ہر حال کی فکر جُدا ہے۔

جب تک نفس ترک نہ ہو ذکر مقام تکبّر ہے۔ یہ دنیا ہے، یہ عشقِ مولیٰ نہیں، یہ طلبِ مولیٰ نہیں۔ ذکر میں جب نفس ترک ہوتا ہے پھر مقامِ بصیرت عطا ہوتا ہے، اسے کہتے ہیں عقلِ سلیم جو

Marfat.com

اللہ کے احسان سمجھاتی ہے، نعمتیں گنواتی ہے۔ پھر شکر کی رغبت دلاتی ہے۔ نفس جب ساتھ ہوتا ہے تو نعمتوں کو دیکھ کر بھی منکر ہوتا ہے۔ جب تک نعمت نہ پہچانے شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اور جب تک مقام شکر میں نہ آئے تو ذکر ریاکاری ہے۔ یہ ذکر تو نفس کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ ختم نہ ہوا تو اٹھا کر باہر مارا جائے گا۔ ایک مقام آئے گا جب چھٹائی ہوگی۔ جب تک نفس ترک نہ ہوگا، بصیرت کے مقام تک نہ آئے گا۔

صبح اٹھتے ہی یہ خیال کرنا چاہیئے کہ معبود آج مجھ سے کوئی نیک کام کروا دیں۔ اُن سے عافیت طلب کرنی چاہیئے۔ جو اُن کی پناہ میں آگیا اس کے سب کام صحیح ہو جائیں گے۔

انسان کو چاہیئے کہ راضی برضا رہے، نگاہ کی حفاظت کرے، عقلِ سلیم مانگے اور صحیح توبہ کی توفیق مانگے۔

ہر شئے پر غور و فکر کی عادت ڈالو۔ مسجد میں شیطان نمازی کو نمازی سے لڑا دیتا ہے۔ غور کرو، جو بات ہو رہی ہے وہ شریعت کے مطابق ہے یا نہیں۔ مثلاً اگر کوئی کہے فلاں شخص چندہ کھا گیا تو شریعت کا تقاضا ہے کہ سُنی سنائی پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے خود تحقیق کرنا چاہیئے جب تک کوئی آنکھوں سے نہ دیکھے وہ گواہی نہیں دے سکتا۔

جس نے ختم پڑھایا سنایا اس میں شرکت کی، وہ سب عافیت

Marfat.com

سے رہیں گے۔ انشاءاللہ۔

سیر کرانی اور بات ہے منزل پر پہنچانا اور ہے۔

لڑائی کے زمانے میں لولے لنگڑے بھی بھرتی ہو جاتے ہیں۔

پھر دفتر میں خود کو سنبھال لے، تو نکالا نہیں جائے گا۔

Marfat.com

کھُلے سر پھرنے والے غیر مستقل مزاج ہوتے ہیں۔ لمبی ناک والے SHREWD ہوتے ہیں لیکن SHORT TEMPERED بھی ہوتے ہیں۔ ڈھیلی جوتی پہننے والے آرام طلب ہوں گے TIGHT جوتی پہننے والے جفاکش ہوں گے کھلا لباس پہننے والوں میں غور و فکر ہوگا عمل نہیں ہوگا۔ چست لباس والا کام زیادہ کرے گا اور سوچے گا کم۔ جتنا لباس مختصر ہوگا اتنا ہی کوتاہ اندیش اور شر بر ہوگا۔ کھڑے کان والا کبھی مار نہیں کھائے گا بلکہ دوسرے کو چونا لگا جائے گا۔

صفراوی مزاج اور گھنے بالوں والا شہوانی ہوگا اور اگر خود کو روکے گا تو بیمار پڑ جائے گا۔ بلغمی مزاج اور گھنے بال ہوں گے تو سرد مزاج ہو گا لیکن اگر شہوت کا خیال آگیا تو ٹھنڈا مشکل سے ہوگا۔ ناک میں جتنی گانٹھیں ہوں گی، اتنا ہی خودغرض ہوگا۔

۲۔ دنیا میں جتنے باادب انسان ہیں، وہ اپنی مراد کو ضرور پہنچیں گے۔

Marfat.com

۳۔ انسان کو چاہیئے کہ جو نعمت اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرمائیں اس کا شکر ادا کرے۔ جب ایک نماز ہو جائے تو اس کا شکر ادا کرے "معبود تو نے ہی یہ توفیق عطا فرمائی، بندہ اس لائق نہیں"۔

۴۔ بیوی بچّوں کا خیال رکھو۔ گھر کا خیال رکھو۔ صحت کا خیال رکھو، نعمت کھاؤ تو شکر ادا کرو۔ شاکر کی نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کفران والے کی چھن جاتی ہے۔ صبر سے کام لے تو کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی کیوں کہ وقت پر ہر نعمت مل جاتی ہے۔ جو صبر نہیں کرتے اُن کی روزی میں برکت نہیں رہتی۔

۵۔ اپنی نمازیں، اخلاق، خیال اور زبان درست رکھو۔

۶۔ عقل مند اپنے عیب خود پہچانتے ہیں۔ بے وقوف کے عیب دوسرے پہچانتے ہیں۔

۷۔ جب نیکی کرو تو خیال کرو کہ معبود پسند فرمالیں۔ اور استقامت عطا فرمادیں۔

۸۔ جب نفس کی مخالفت ہوگی تو قلب صحیح کام کرے گا۔ پھر یہ قلب نوری ہے اور ہر شے اپنی اصل کی طرف جاتی ہے۔ عبادت کے اہل وہ ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو کچل دیا اور اللہ کے فیصلوں پر خود کو راضی کر لیا۔ انہی کو محبت عطا ہوتی ہے اور صحیح معنوں میں آخرت کے مسافر ہیں۔ اور اللہ کی تلاش میں ہیں

Marfat.com

نفس سے مشورہ کرنا خود کو دھوکے میں مبتلا کرنا ہے۔ جب اس دھوکے سے نکلے گا تو سوائے افسوس اور پچھتاوے کے کچھ نہ پائے گا۔ جو روزانہ نفس کا محاسبہ کرے کہ کتنا نفس کے ساتھ تعاون کیا اور کتنی مخالفت کی۔ پھر گناہ ترک ہونے شروع ہو جائیں گے۔

۹۔ جس محبت میں سلیقہ اور ضبط نہیں وہ جنون ہے اور جس محبت میں اطاعت قربانی اور ادب نہیں وہ ریا ہے۔

۱۰۔ طریقت کا راستہ عقل سے طے نہیں ہوگا۔ محبت اور ادب سے طے ہوگا۔

۱۱۔ جو جسم پر تشدد کرتے ہیں وہ دنیا میں کامیاب ہیں۔ اور جو نفس پر تشدد کرتے ہیں، وہ آخرت میں کامیاب ہیں۔ جن کی نگاہ دوسروں کے نفس کے محاسبے میں ہے وہ آوارہ ہیں اور ہلاکت میں ہیں اور جن کی نگاہ اپنے نفس کے محاسبہ میں ہے وہ کامیاب ہیں۔

۱۲۔ جو جتنے مشاہدے کا مالک ہے اتنی ہی ایمانی قوت کا مالک ہے اور اتنا ہی اس کا راستہ آسان ہے۔

۱۳۔ جس کی ظاہری آنکھ نہیں اس کی دنیا مشکل ہے۔ اور جس کی باطنی آنکھ نہیں اُن کی آخرت مشکل میں ہے۔

۱۴۔ غرور و تکبّر ایک آگ ہے جو انسان اپنے گھر میں لگاتا

Marfat.com

ہے۔ پھر وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچ سکتا۔ عجز و انکساری کے مالک کامیاب ہیں۔

۱۵۔ بدبختی کی علامت نگاہ اور کان کا آوارہ ہو جانا ہے۔ یہ دوسروں کے عیب دیکھتے اور سُنتے ہیں۔ اس سے قلب خراب ہو جاتا ہے، جتنا نفس زندہ ہوگا اتنی ہی آنکھ آوارہ ہوگی اور دوسروں کے عیب دیکھے اور سُنے گی۔

۱۶۔ تنخواہ اسے ملتی ہے جسے محنت کی عادت ہو۔ خیرات اسے ملتی ہے جو گدا کا روپ اختیار کرے۔ جو شاہ کا روپ اختیار کرے اسے کوئی خیرات نہیں دیتا۔ اگر کوئی لولا لنگڑا ہے تو ہاتھ پاؤں والے سے دوستی کرے۔ اندھا ہے تو اخلاق وسیع کرے۔ تاکہ آنکھوں والے ہاتھ پکڑ لیں۔ بینا ہے تو آنکھ کی حفاظت کرے، موٹی عینک چڑھائے، باہر کی گرد سے بچے۔ بادام پیئے۔ دید بڑھے گی۔

۱۷۔ جو جرم کی عادت بنا لیتے ہیں پکڑے جاتے ہیں گناہوں سے بچو، اللہ سے ڈرو۔ اپنے گناہوں پر ماتم کرو۔ جو اپنی اچھائیوں پر فخر نہیں کرتے وہ دوسروں کو اچھا بنا دیتے ہیں۔ جو علم پر تکبّر نہیں کرتے وہ دوسروں سے علم حاصل کرتے ہیں۔ جو تکبّر کرتے ہیں وہ اپنا بھی کھو دیتے ہیں۔ سب سے بڑا احسان دین عطا کرنا ہے۔

Marfat.com

اس کا کفران بہت بُرا ہے۔ جو دین دے اس کا احترام اور وقار قائم کرو۔ جو ممنون بنتے ہیں اپنے لئے راستہ فراخ کر لیتے ہیں۔ ناشکرے پر دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

۱۸۔ ایک ایمان ہے ایک علم الایمان ہے۔ آج کل علم الایمان کو ایمان سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔

بجلی کا علم اور شے ہے بجلی کا شعلہ اور شے ہے۔ علم سے شعلہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے لئے الگ اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ تجارت کی ڈگری حاصل کرنے سے منافع نہیں ہوتا۔ مال تجارت میں لگانے سے منافع ہوتا۔

Marfat.com

بے عیب ذات اللہ کی ہے۔ ہدایت دینا اللہ تبارک وتعالیٰ کا کام ہے۔ مقلب القلوب اسی کی ذات ہے۔ فقیر تو محض اللہ کے حکم سے اتمام حجت کرتا ہے تاکہ کل جب معبود کے سامنے پیش ہوں تو کہہ سکے کہ پیغام پہنچا دیا تھا۔

۲۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے طالب ہوتے ہیں، وہ آخرت کے سفر میں صدیق ہوتے ہیں۔ وہ نفس کے معاملے میں جھگڑا نہیں کرتے اور نہ ہی دنیا کے معاملے میں زیادہ سوچ بچار کرتے ہیں، بلکہ ہر وقت فکرِ آخرت میں رہتے ہیں۔ جو طالب مولیٰ نہیں ہوتے، وہ نفس کے بندے ہوتے ہیں۔ ہر وقت نفس کے جھگڑے تلاش کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جب فضل فرماتے ہیں تو اس کا قلب اپنی دو انگلیوں کے درمیان لے لیتے ہیں۔ اس کا منہ اپنی طرف اور پیٹھ دنیا کی طرف کر دیتے ہیں۔ لیکن جو اللہ کے فضل وکرم سے محروم ہوتے ہیں، تو ان کی پیٹھ اللہ کی طرف ہو جاتی ہے اور منہ

Marfat.com

دنیا کی طرف ہو جاتا ہے اور وہ آخرت کی فکر سے غافل ہو جاتے ہیں اور دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ وہ بقا کا سودا فنا سے کرتے ہیں۔ سچائی کا سودا جھوٹ سے کرتے ہیں۔ جب دنیا کی خواہش بڑھتی ہے تو انسان کے اندر ایک اندھیرا چھا جاتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ توبہ کرے اور اللہ سے اس کا فضل طلب کرے۔ اپنے نفس کا سختی سے محاسبہ کرے۔ اچھی صحبت نفس کے لئے زہر ہے اور قلب کے لئے حیاتِ جاوداں۔

جن کا قلب زندہ ہو گیا، وہ اللہ کی عافیت میں آ گئے۔ ایسے قلوب اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ مُردہ قلوب شیطان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ جو رحمٰن کی انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں، وہ دنیا کے پیچھے اپنا سفر کھوٹا کرتے رہتے ہیں، برائیاں کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ اللہ جل شانہٗ کے رحم کا دامن پکڑ کر ان سے ان کا کرم مانگنا چاہیئے۔ اپنی کسی شے پر فخر نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ ان کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ جو ہر نعمت کو اللہ کا فضل سمجھتے ہیں، وہی شکر گزار بندے ہوتے ہیں۔ اور شاکروں کی نعمت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جو نعمت کو اپنی کمائی سمجھتے ہیں وہ کفرانِ نعمت کرتے ہیں۔ ان کی نعمتیں زوال پذیر ہوتی ہیں اور ایک دن وہ محروم ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

۴۔ جب تک نفس پر آفت وارد نہیں ہوتی، قلب کام کا نہیں ہوتا۔ اور جب تک جسم پر آفت نہیں گزرتی، روح کام کی نہیں ہوتی۔ اور جتنا شدید آفت کا ورود ہوتا ہے، اتنی ہی جلدی مقام طے کرتا ہے۔

موت آخری آفت ہے اور اس سے روح اپنے مقام کو پہنچ جاتی ہے۔

Marfat.com

جو لوگ ظاہر اور باطن دونوں کی پاکیزگی کی احتیاط رکھتے ہیں ان کی عبادت کامیاب ہے۔ ظاہر میں دو چیزیں ہیں ایک لباس، ایک جسم۔ اگر لباس پر نجاست کا دھبہ آجائے تو انسان عبادت کے قابل نہیں رہتا۔ جس طرح لباس کو پاکیزہ رکھنا ضروری ہے، اسی طرح جسم کو بھی پاکیزہ رکھنا ضروری ہے۔

اگر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عائد کردہ پابندیوں کی حد سے باہر ہو جائے تو عبادت کے قابل نہیں رہتا۔ جیسے بغل کے بال بڑھ جائیں تو عبادت کی حلاوت کھو بیٹھتا ہے۔ اسی طرح ناخن کا بڑھ جانا اور پوشیدہ مقام کے بال، انہیں صاف رکھنا یہ سب جسم کی پابندیاں ہیں۔

جب ظاہری عمل صحیح ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ باطن سنوار دیتے ہیں اور جن کا ظاہر اور باطن سنور جاتا ہے وہ عابد ہو جاتے ہیں اور ان کی عبادت کامیاب ہو جاتی ہے۔ لوگ سفر کی نسبت سے زادِ راہ تیار کرتے ہیں جیسے سرد ممالک والے چائے وغیرہ کا انتظام

Marfat.com

رکھتے ہیں۔ ہر سفر کا زادِ راہ معیارِ سفر کی نسبت سے ہے۔ دنیا کے سفر کے لئے ظاہری عقل کی ضرورت ہے اور جو آخرت کا سفر اختیار کرتے ہیں، وہ عقل کو طلاق دیتے ہیں اور محبت پلّے باندھتے ہیں۔ محبت کے مالک آخرت کا سفر بڑی سہولت سے طے کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اپنے سفر کو نگاہ میں رکھنا چاہیئے اور ویسا ہی سامان اختیار کرنا چاہیئے۔ سامان ہے تو سب کچھ ہے۔ ورنہ وقت پر بڑی پریشانی ہوگی۔

۲۔ یہ دور احتیاط کا ہے، نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ آپ وعظ کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ بدترین لوگ تبلیغ کریں گے۔ میں وہ حدیث سچ ثابت کرنے کے لئے واعظ کرتا ہوں۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دہریئے سے کہا آؤ آگ میں ہاتھ ڈال کر فیصلہ کریں کہ کون سچّا ہے کون جھوٹا۔ آگ سے دونوں کے ہاتھ سلامت باہر نکل آئے۔ حضرت دینار حیران ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ اے دینار! تیری عبادت کامیاب ہے۔ اس کا ہاتھ تو تیرے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے بچا۔

۳۔ جس قلب میں محبت ہوتی ہے شیطان وہیں بہکایا

Marfat.com

کرتا ہے۔ ہندوؤں کو پوجا کے وقت کوئی وسوسہ نہیں ہوتا اور ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کی نمازیں بھی وسوسے پیدا ہوتے ہیں ایمان کا شکریہ ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور معبود سے احتیاط کی توفیق مانگتا رہے۔ معبود عطا فرما دیتے ہیں۔

۴۔ ایک ذکر کیا جاتا ہے ایک کروایا جاتا ہے۔ سانس کے ذکر کو ذکرِ اذکار کہتے ہیں۔ یہ طریقہ نقشبندیہ ہے۔ اسمِ ذات کے صوت کے ذکر ہیں۔ یہ صابریہ سلسلے کے ہیں۔ اذکار جاری ہوں اور تزکیہ نفس نہ ہو تو یہ اذکار بمنزلہ کوڑے کے ہیں جو نفس پر پڑتا ہے کیونکہ نفس نہیں چاہتا کہ اللہ کو پکارے۔ پھر ان کوڑوں سے دُبلا ہو کر نفس اپنی طاقت کھو بیٹھتا ہے اور اتنا خطرناک نہیں ہوتا۔ اگر جنگل میں ذکرِ بالجہر کیا تو ایک ہی ضرب میں اپنے وجود کو بھول جاتا ہے وجود ختم ہو جاتا ہے۔ پھر مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

حضرت ملا نفی اثبات کے جھگڑے میں پڑ گئے۔ ایک مست نے کہا جا حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر۔ چنانچہ لاہور کا سفر اختیار کیا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ لاہور پہنچے تو بھوک زوروں پر تھی۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے سے ان کی آمد کی خبر تھی۔ ایک خدمت گار کو راوی پار بھیج دیا کہ شام کو ایک لٹا پٹا مسافر آئے گا اور ایک روٹی اور ایک ٹکڑا مچھلی کا سوال

Marfat.com

کرے گا۔ اس سے کہنا یا روٹی لے لو یا نفی اثبات سمجھ لو۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مُلّا نے کہا "اس نفی اثبات کو سمجھنے کے لئے تو گھر سے بے گھر ہوا ہوں"۔ چنانچہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سامنے نہیں آنے دیا۔ ۱۴ برس جنگل سے لکڑیاں چنوائیں۔ ۱۴ برس بعد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے راستے میں کانٹے بچھوادیئے۔ اور حضرت مُلّا کو بُلایا۔

جب کانٹے چبھے تو "سی" کی آواز نکلی۔ فرمایا "۱۴ برس میں نفس کی اتنی اصلاح نہ ہوئی کہ کانٹے کی چبھن برداشت کر سکے۔ اور تم نفی اثبات سمجھنے نکلے ہو"۔ پھر ایک پانی کا برتن پاؤں میں اور ایک سَر پر رکھا۔

اب جو ضرب "لا" کی لگائی تو وجود غائب ہو گیا اور دونوں پانی مل گئے۔ پھر جب "اِلّا اللہ" کی ضرب لگائی تو پانی الگ ہو گئے اور وجود قائم ہو گیا۔

۵۔ جو لوگ تزکیۂ نفس خود کر کے منزل طے کرتے ہیں انہیں اس کا حال معلوم ہوتا ہے یعنی مرشد صرف اشارات دیتا جاتا ہے۔ کمانے والے کو اپنی تنخواہ کا پورا علم ہے لیکن بیٹے کو پتہ نہیں باپ کہاں سے لاتا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب تزکیۂ نفس کر کے مرشد کا ہاتھ پکڑا جاتا تھا۔

Marfat.com

پھر مرشد کا کام شروع ہوتا۔ لیکن اس نایاب دور میں ایسے بھی اللہ کے بندے ہیں جو مخلوق کا درد پال لیتے ہیں اور ان کی مشقت کو خود اپنے سر لے لیتے ہیں اور کمائی اپنے مریدوں کو دے دیتے ہیں۔ اس لئے اولاد کو خبر نہیں کہ یہ کمائی کس طرح کمائی جاتی ہے۔ اور جب جیب پھٹنے لگتی ہے تو ماں باپ زور سے ڈانٹ کر کہتے ہیں کہ "جیب کو سی کر چلو"۔ یہ تشکر کا مقام ہے کہ کما دوسرا رہا ہے اور کمائی ہم کھا رہے ہیں۔ اگر خود کمانا پڑتا تو سمجھ میں آ جاتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات سے ہر شخص بخوبی واقف ہے۔ نبوت پر فائز ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب دیکھتے تھے۔ اب اس مقام میں خواب شروع ہوئے ہیں۔ یہ ہے سُنّت کی اتباع۔ جب تک قلب میں کوئی شے رکھی نہ جائے خواب نظر نہیں آتے۔

اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مؤکل کر دیتے ہیں اور اس کے تصرف میں انسان کی وہ روح دے دیتے ہیں جو انسان کو محیط کئے ہوئے ہے یعنی سیلانی روح۔ اسے لے کر فرشتہ اذنِ ربی کے مطابق لوحِ محفوظ کی سیر کراتا ہے۔ بعض کو معبود یہ عطا فرماتے ہیں بعض کو نہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس برس التجا

Marfat.com

کہ "شہادت پاؤں"۔ جہاد کے موقع پر بخار آگیا، محروم رہے۔ بہت افسوس ہوا کہ جان اس قابل نہیں کہ اللہ کی راہ میں کام آسکے۔ ندا آئی "اے دینار! اگر تو جہاد پر جاتا تو گرفتار ہوتا اور کفار تمہیں سُور اور شراب دے کر تیرا ایمان خراب کرتے۔ اس لئے تجھے بچالیا ہے"۔ تو اللہ جل شانہٗ کی مصلحت تو وہی جانتے ہیں۔

۷۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ زمین پر بیٹھے بیٹھے چشم روح سے لوح محفوظ کو پڑھ لیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو یہ چیز خواب سے شروع ہوئی اور اب یہ لوگ خواب کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ دولت کا خود پتہ نہ ہو تو رکھنے والا خوب جانتا ہے اس لئے اس کا حکم بلا چون وچرا ماننا چاہیئے۔ اوراد طریقت میں فرض ہیں اور فرض کا تارک مشکل میں ہوگا۔ فرض کی قضا بھی ہے۔ یہ ختم خواجگان بھی اوراد میں شامل ہیں۔

جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں وہاں اونچا ذکر نہ کر، نہ بات کر۔ ورنہ گرفت آجائے گی۔ جب تک نماز کے ارکان صحیح نہیں ہوتے، نماز صحیح نہیں ہوتی۔ سجدہ کرو تو انگلیاں سیدھی قبلہ رُخ ہوں۔ ہاتھ اتنے فاصلے پر ہوں کہ اگر کانوں سے پسینہ ٹپکے تو ہاتھوں پر ٹپکے۔ سجدوں کے درمیان وقفہ ہونا چاہیئے۔ رکوع میں ایسی حالت ہو کہ اگر پانی کا پیالہ آپ کے اوپر رکھا جائے تو چھلکے نہیں۔

Marfat.com

جتنے نماز کے ارکان صحیح ہوں گے اتنا ہی قلب صحیح ہوگا۔ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھو حضوری قلب سے ہے، جسم سے نہیں۔ تصنع اختیار نہ کرو۔ نماز جہاں ہو رہی ہو وہاں خاموشی اختیار کرو، احترام کرو۔ جھکنا وغیرہ بے کار ہے۔ اللہ کو غم عزیز ہے میدانِ غم میں ڈیرہ ڈالتے ہیں۔ گدا وہ ہے جس کا کاسہ دین کی بھیک کے لئے اٹھے ورنہ لالچ ہے۔

گدائی مقامِ بندگی ہے۔ گدا کا کام صدا لگانا ہے، ملے یا نہ ملے۔ رنج اختیار میں ذکر کرنے کا نام ہے۔ رضا اختیار سے باہر کے انجام پر شکر گزاری کا نام ہے۔ خواہشات پورا نہ ہونا ہی نفس کا مجاہدہ ہے۔ یہ قدرت کی مدد ہے۔ نفس جھنجلاتا ہے۔ یہ فضلی مجاہدہ ہے۔ پھر انسان کو بھی نفس سے جنگ کرنا چاہیئے۔ فضلِ ربّی سے تعان ہوگا۔ دنیا میں مسلسل ناکامیوں کے بعد جو عہدہ ملتا ہے اس کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ جب کوئی اپنی فکر سے دستبردار ہو کر دوسرے کے سپرد کرتا ہے، تب دوسرا اس کی فکر میں رہتا ہے۔ معبود پر سب کچھ چھوڑ دو۔ خود بخود اسباب پیدا فرمائیں گے۔ راضی برضا فقیر تدبیریں سوچتے ہیں۔ مشیت میں دخل نہیں دیتے۔

ایک درویش کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنی روحانیت سے معلوم کر لیا کہ ان کے دوست کی سب اولاد خراب نکلے گی۔ چنانچہ

Marfat.com

وقت کے انتظار میں رہے۔ اپنے دوست کے انتقال کے بعد اس کے ایک بیٹے کے پاس پہنچے۔ اس نے حسبِ توفیق خاطر مدارت کی اور پاس رکھا۔ کہا میاں کیا کرتے ہو۔ کہا میں چڑیاں پکڑ کر بازار میں بیچ دیتا ہوں اسی سے گزر اوقات ہوتی ہے۔ دوسرے دن درویش اس کے ساتھ جنگل میں گئے۔ اس نے جال بچھا دیا۔ جب چڑیاں بیٹھیں تو جال سمیٹنے نہ دیا۔ شام کو ایک باز جال میں آگیا جو اچھے داموں بکا۔

آپ نے نصیحت کی "بیٹا! پیشہ تو تیرا چڑی ماری رہے گا، لیکن تُو چڑیوں کے بجائے باز کا شکار کیا کر"۔ اس طرح کرنے سے اس کے حالات بہتر ہو گئے۔ پھر وہ درویش اپنے دوست کے دوسرے بیٹے کے پاس گئے جو سائیس تھا۔ اس نے بھی حسبِ توفیق خاطر کی۔ اس کو کچھ پیسے دے کر کہا "جس سیٹھ کے ہاں ملازم ہو وہاں سے ایک گھوڑا خرید لاؤ"۔ جب وہ گھوڑا لے کر آیا تو فرمایا "اب کچھ دن اسے اچھا دانہ ڈالو اور اس کی خدمت کرو"۔ چند دن بعد فرمایا "جاؤ منڈی میں بیچ آؤ"۔ اس سے اُسے کافی منافع ملا۔ فرمایا "بس کام تو تمہارا گھوڑوں کی خدمت ہی رہے گا لیکن ملازمت کرنے کی بجائے گھوڑوں کی تجارت کرو"۔ اس سے اس لڑکے کے حالات بھی سُدھر گئے۔

Marfat.com

پھر وہ درویش اپنے مرحوم دوست کی لڑکی کے پاس پہنچے جو بیسوا ہو چکی تھی۔ اس نے بھی خاطر تواضع کی۔ فرمایا "بیٹی! ایک بات ہماری مان۔ دروازہ پر بورڈ لگا دے۔ یہاں اندر آنے کی فیس سو روپیہ ہے۔ اس نے کہا "اتنی قیمت کوئی نہ دے گا" فرمایا "ہماری مان تو سہی"۔ اس نے بورڈ لگا دیا۔ دو چار روز تو کوئی نہ آیا لیکن آخر ایک سیٹھ آیا جو پہلے بھی آیا کرتا تھا۔ اس نے سو روپے ادا کر دیئے۔ اب اس بیسوا کو مہینہ بھر پیشہ کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ وہی سیٹھ ایک دو بار آکر اتنے پیسے دے جاتا کہ اچھی گزر ہوتی۔

ایک دن وہ کہنے لگا "صرف میں ہی تمہارے پاس آتا ہوں، اس سے تو بہتر ہے ہم نکاح پڑھا لیں اور تو میرے گھر آکر مجھے گانا سنایا کرے"۔ چنانچہ انہوں نے نکاح پڑھوا لیا۔ چنانچہ اس درویش نے حسن تدبیر سے اپنے دوست کی اولاد کی اصلاح کی لیکن مشیت میں دخل نہیں دیا۔

۸۔ صحبت کا مطلب ہے کہ کوئی فقیر کا خیال بن جائے۔ مخلوق کی خدمت میں مبتلا ہو جاؤ یہی بڑی دعا ہے۔ مشیت میں دخل نہ دینا۔ یہ نیا محبت سے بے نقاب ہوتی ہے، عقل سے نہیں۔ محبت اس میدان کی شہسوار ہے۔ غم اس کی طاقت ہے۔ غم سے جسم کمزور اور روح طاقتور ہوتی ہے۔ عشق اس میدان کی سیر ہے۔

Marfat.com

عاشق سے پردہ نہیں وہ محرم ہے۔ فنا اس کا مقام ہے، فنا کے بعد کام ختم۔ اب جس میں فنا ہوا اس کا کام ہے اس لئے یہ مقام ہے۔ محبت اس کی لذت ہے۔ لذیذ چیز کون چھوڑتا ہے۔ لیکن لذت میں فنا ہونا مقصود نہیں۔ فنا تو مقام پر ہے۔ شمع جلتی ہے تو پروانہ فنا ہوتا ہے۔ فنا سے پہلے امتیاز ہوتا ہے۔ بعد میں کوئی امتیاز نہیں۔ سمندر میں گرنے کے بعد دریا کا وجود ختم۔

Marfat.com

نیکؒ خیال اور نیک کام یا عمل، یہ رُوح کی غذا ہے اور درد دل کی غذا ہے، بدخیالی، بد عملی نفس کی غذا ہے۔ انسان کی منزل قلب و روح سے طے ہوتی ہے اور جتنا سخت سفر ہو اتنا ہی اچھا زادِ راہ مسافر کو لینا چاہیئے۔ جہنم کا راستہ نفس سے طے ہوتا ہے، جو لوگ آخرت اچھی چاہتے ہیں وہ قلب اور روح کی غذا کا انتظام کرتے ہیں اور جو دنیا میں کھونا چاہتے ہیں وہ نفس کی پرورش کرتے ہیں۔

۲۔ آخرت کے مسافر کو چاہیئے کہ بند کھول لے اور کھُلے بند کرلے۔ بند کھولنے سے مُراد اللہ کی راہ میں اپنے مال کا مُنہ کھول دے اور صدقات، خیرات میں ہاتھ وسیع کرے۔ اور کھلے بند کرنے سے مراد ہے کہ یہ زبان جو کھلی ہے اسے بند کرلے۔ بس وہ مسافر کامیاب ہے۔ اس کا سفر ضرور تکمیل کو پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ نہ معلوم کس مسافر کا سفر کس بہانے طے فرما دیں۔ اُن سے فضل طلب کرنا چاہیئے۔ فضل ہی ملتا ہے۔ اُن سے بڑھ کر کوئی

Marfat.com

محبت کرنے والا اور حکیم نہیں۔

اس تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بڑھ کر کوئی رحمت للعالمین نہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ اس در پر نگاہ رکھے۔ ایک دن دامنِ امید ضرور بھر دیا جائے گا۔ جو چیز دامن میں ڈال دیں صبر اور شکر سے قبول کر کے راضی برضا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں انسان کی فکر، عقل، سوچ سب بے کار ہیں۔

۳۔ دنیا وقت نکلنے پر لات مار دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی پھر کرم فرماتے ہیں۔ اس دنیا کی محبت میں سوائے حسرت و یاس کے کچھ نہیں۔ آہستہ آہستہ اس دلدل سے نکلنے کی کوشش کرو۔ صرف فرض سمجھو۔ محبت کے مقام کو بدل ڈالو۔ فضلِ ربی مانگو۔ اہلِ دنیا کی محبت ایک دھوکا اور فریب ہے۔ جب آنکھ کھلے گی سوائے یاس کے کچھ نہیں ہو گا۔ آخرت کی محبت ایک حقیقت ہے۔ جب آنکھ کھلے گی روشنی ہی روشنی نظر آئے گی اور ہر روشنی میں طبیعت لگتی ہے۔

۴۔ گل گلدان میں لگ جاتا ہے لیکن بلبل کے نالے کا خیال نہیں ہوتا۔ ہر ایک سہرے کا پھول بننا چاہتا ہے۔ شمع کی لو صرف فقیر ہی بنتا ہے۔ اہلِ دنیا کا ایک بھی پھایا نہیں میرے زخم پر۔ اہلِ آخرت کی بازی آپ کے سامنے ہے۔ ہر در و دیوار سے ماتم پکارتا ہے۔ چہروں سے ماتم پکارتا ہے۔ جب کوئی خود نہ کما

Marfat.com

سکے تو کمانے والے کے گھر ٹھہر جائے۔ روٹی برابر ملے گی اور وہی روٹی ملے گی جو کمانے والے کو ملے گی۔ یہ نہیں کر سکتا تو خود کمانے والے کی عادت ڈال لے۔ اہلِ دنیا تو تیری زندگی کے ساتھ کھیلتے ہیں، معبود نہیں کھیلیں گے۔ گہرے سے گہرے گھاؤ کو برداشت کر جاتا ہوں۔ کچھ رِسنے لگتے ہیں۔ کچھ بھر جاتے ہیں۔ داغ رہ جاتے ہیں۔ جن کی زندگیاں ثابت و سالم ہیں، وہ اللہ کی راہ میں صرف کریں۔

اس راہِ طریقت میں جو رات بھر جاگے تو بغیر کھائے لیکن جو سوتا ہے وہ ضرور کچھ کھا کر سوئے۔ فرد غلطی کرے تو نشانہ بن جاتا ہے۔ مجمع کی غلطی رواج بن جاتی ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کو ہر عشق عزیز ہے بشرطیکہ اس میں صدق ہو۔ پھر معبود اعلیٰ مقام عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لئے اس میں وفا ہے اور اسی میں بقا ہے۔ خوشی کی مدت تھوڑی ہے، غم کی زیادہ ہے۔ صبح کی نمود چند لمحوں کے لئے رات کی زیادہ عرصہ کے لئے۔ عید ایک روز کے لئے، محرم دس روز کے لئے۔ شمع کے منہ میں شعلہ رکھ دیتے ہیں۔ اور پھول کے منہ میں شبنم رکھ دیتے ہیں۔ کروڑوں میں ایک دل والا ہوتا ہے اور اربوں میں ایک قدر دان ہوتا ہے۔ اس وادی میں کبھی قدم نہ رکھنا یہ وادی بڑی سخت ہے۔ سوائے زخموں کے کچھ نہیں۔

۶۔ اللہ کی عبادت کرو۔ زندگی با اصول بسر کرو۔ جس کے منہ

Marfat.com

میں لَو ہوتی ہے، اس کی بتی سب تیل پی جاتی ہے۔ جس قلب میں سوز رکھ دیتے ہیں، ہر رگ کا خون ختم ہو کر راکھ بن جاتا ہے۔ اور راکھ کو بھی چین نہیں ہوتا۔ جو جس طرح کا دیکھا ویسا اس کی جھولی میں ڈال دیا۔ اور جو جھولی میں پڑ گیا شکر ہے۔ ذات بڑی بے نیاز ہے، گنہگار کو بھی بخشنے کا بہانا دیتے ہیں۔ بخشے ہوؤں کو کیا بہانہ؟ کسی کو یہ بہانہ دے دیا کہ جلتا ہے۔ کوئی ہنستا کھیلتا ہے۔ بخشنے کے بہانے ہیں۔ شبنم پھول کے منہ میں ہے، وہ ہنستی رہتی ہے۔

۷۔ معبود سے دعا ہے ہماری زندگی کسی کی پریشانی نہ بنے۔ راحت کا سامان بنے۔ درد میں اضطراب ہوتا ہے، سکون نہیں ہوتا۔ اہلِ عشق کے در کی جاروب کشی اہلِ دنیا کی محبت سے کہیں بہتر ہے۔ اہلِ دنیا مُردے کو بھی نہیں بخشتے۔ ان کے لئے قربانیاں دینا وقت کو ضائع کرنا ہے۔

۸۔ ہیرا کتنا ہی قیمتی ہو روشنی نہیں دے سکتا۔ ذرا سی موم بتّی کی لَو رکھ دو روشنی ہو جائے گی۔ اہلِ عشق کے سوز کی قیمت صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہی لگا سکتے ہیں، اور کوئی نہیں لگا سکتا۔ ایک وقت آ جائے گا اہلِ عشق کی دنیا کی آنکھ سے سیر ہو گی۔ معبود کا فضل نہ ہو تو ہر شے ہلاکت ہے۔ فضل ہو تو ہلاکت بھی زندگی ہے۔ بے دل کا بھگوان دل والے پجاری کو کیسے سمجھے؟ وہ انسان جس کے سینے میں

Marfat.com

دل نہیں اس سے یہ ساز کہیں بہتر ہے۔ یہ سننے والے کے دل کو دیکھ کر گاتا ہے اور حضرت انسان اپنے دل کو دیکھ کر گاتا ہے۔ خوشی کی ایک کیفیت ہوتی ہے۔ غم کی ہزاروں کیفیات ہوتی ہیں۔ پانی سے آگ ہلکی ہو جاتی ہے۔ چولہے میں آگ زیادہ ہو تو پانی کا چھینٹا دیا جاتا ہے۔ سوز میں سینک ہوتا ہے جس سے طبیعت میں اضطراب پیدا ہوتا ہے۔

ٹھنڈی چیزیں خوشبودار اور مفرح ہوتی ہیں۔ شمع میں پھول نہیں اور پھول میں لو نہیں۔ ان کا فضل شاملِ حال ہے تو چاہے گڑھوں میں کود ے جان سلامت رہتی ہے۔ اگر ان کا فضل شاملِ حال نہیں تو چاہے کتنا ہی تقویٰ کرے، الٹا لٹک کر عبادت کرے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

۹۔ ضد سے طاقت کا پتہ چلتا ہے۔ موافقت سے محبت کا پتہ چلتا ہے۔ پپیہے کی پی پر دنیا جھومتی ہے لیکن اس کے پیچھے جو آہ و بقا ہوتی ہے اس پر کوئی کوئی روتا ہے۔ جو مزہ قربانی دینے میں ہے وہ قربانی لینے میں نہیں۔ عاشق وہ ہے جو قربانی دے اور طلب نہ کرے ورنہ ریاکاری ہے۔ پھول کے گرد باڑ لگائی جاتی ہے ان کی حفاظت کے لئے، ماں باپ بچوں کو جھڑکتے ہیں بچوں کی اپنی بہتر کے لئے، ہر شخص اچھے گمان پر بھرا جاتا

Marfat.com

ہے۔ بھرنے والے معبود ہیں۔
معبود کسی کے گمان کو خالی نہیں جانے دیتے۔ گمان صحیح ہو
کرم ضرور ہوتا ہے۔

Marfat.com

عاشق اور محبوب کا معاملہ ظاہر میں کچھ اور ہوتا ہے
اور باطن میں کچھ اور ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت بنیامین کے واقعے سے پتہ چلتا ہے۔ حضرت بنیامین کو الزام لگا کر یوسف علیہ السلام کے کارندوں نے رکھ لیا مقصد کچھ اور تھا۔ الفاظ کی دنیا سرتاپا دھوکا ہے اور عمل کی دنیا سرتاپا سوز ہے خوشی سے سارے جھولیاں بھر لیتے ہیں۔ غم سے کوئی کوئی جھولی بھرتا ہے۔ جسم میں خون تو سب لے لیتے ہیں، دیتا کوئی کوئی ہے محبت کی کہانی اہلِ محبت ہی سُنا سکتے ہیں یا دہرا سکتے ہیں۔ دوسرا بیان کرے تو اہلِ محبت کی توہین کرتا ہے، بے ادبی کرتا ہے۔ جب تک دل پر بیتے نہیں تو بیان کیا کرے گا؟ اس وادی میں تو قدم قدم پر قربانیاں اور خون مانگا جاتا ہے۔ پھر بھی معلوم نہیں محبت کے دروازے تک رسائی ہو یا نہ ہو۔

جیسا کہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ کے واقعے سے پتہ چلتا ہے۔ ایک دن آپ نے آسمان پر نگاہ کی تو خون کے سمندر دیکھے،

Marfat.com

عرض کیا "یا باری تعالیٰ یہ کیا ہے؟" ارشاد ہوا "یہ ہمارے عشاق کا خون ہے۔ جو ہم تک پہنچ نہ سکے خون بن کر رہ گئے۔ پھر آسمان پر آگ دیکھی، ارشاد ہوا" یہ وہ عشاق ہیں جو آتشِ عشق میں جل گئے۔ مقام تک نہ پہنچ سکے"۔ پھر دھواں دیکھا ارشاد ہوا" یہ ہمارے عشاق نے ہمارے فراق میں جو آہ و نالے کئے ان کا دھواں ہے یہ بھی مقام تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن یہ سب ہمیں بہت عزیز ہیں، اس لئے انہیں سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔"

۲۔ محبت ایک درد ہے جس میں قرار نہیں۔ ایک قلق ہے جس میں سکون نہیں۔ ایک ذکر ہے جس میں محو نہیں۔ ایک ادا ہے جس کی تفسیر نہیں۔ ایک وفا ہے جس میں عقل نہیں۔ ایک اطاعت ہے جس میں قال نہیں۔ ایک حال ہے جس میں زبان نہیں۔ دل ایک ایسا جوہر ہے جس کا جوہری بختِ سکندری سے ملتا ہے ورنہ ہر اناڑی تیشے سے توڑ کر اس کی قیمت بگاڑ دیتا ہے۔ اچھا جوہری تراشنے سے پہلے صحیح قیمت لگانے والا گاہک تلاش کرتا ہے۔

جس نے جو گیت گایا وہ فقیر کے کانوں میں موجود ہے۔ وقت آنے پر ویسا ہی جواب ملے گا۔ فقیر نے ایک زمانہ صبح سے شام تک روپیہ لٹایا کہ کوئی ایسا دل مل جائے جس کی انگوٹھی میں میرے دل

Marfat.com

کا نگینہ فٹ ہو جائے۔ جن کی فطرت رقم ہوتی ہے ان کے دل پر جو نقش بن جائے وہ جاتا نہیں۔ ٹیڑھے قدموں کے گرد بھی مٹی چُبتا رہتا ہے تاکہ سیدھے معلوم ہوں۔ مٹاتا نہیں۔ یہ اہلِ محبت کا ظرف ہوتا ہے غم کا تو غمزہ نہیں۔ دعا یہ ہے کہ معبود برتن اتنا وسیع کر دے کہ دھواں باہر نہ نکلے۔ جس قلب کو جس سے محبت ہوتی ہے وہاں اثر ضرور پہنچتا ہے۔ دیواریں تپ جاتی ہیں لیکن انشاءاللہ شعلے باہر نہیں آئیں گے۔ زندگی ٹریجڈی سے شروع کی ہے ٹریجڈی پر ہی ختم ہو گی۔

قلبی محبت مرنے کے بعد قبر سے بھی آواز دے دیتی ہے۔

قلب میں جب محبت ہوتی ہے، تو یہ خون پیتی ہے اور گوشت پوست کھاتی ہے۔ نفس کی محبت موٹا کرتی ہے اور تفریح کی طرف لے جاتی ہے۔ محبت کو تفریح کا ہوش کہاں۔ جس کے پاس محبت ہوتی ہے بڑی دیر آزماتا ہے تب جا کر کسی انگوٹھی میں ہیرا فٹ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جتنا خون پلاتا ہے اکسیر ہو جاتا ہے۔

اللہ کی راہ میں خون دینے سے مراد نفس کو کچلنا اور اس سے جہاد ہے۔

دنیا کو خون پلانا ایک آگ ہے۔

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ فضل فرماتے ہیں تو انسان کی نگاہ اپنے ہی اوپر کر دیتے ہیں جس سے وہ کیمیا بن جاتا ہے اور جب انسان بھٹکتا ہے تو نگاہ دوسروں پر جاتی ہے جس سے وہ آوارہ ہو جاتا ہے۔ قلبِ مُردہ کی تصدیق قابلِ قبول نہیں۔ شہادت کی قوت اُس میں ہے جس میں سُننے اور دیکھنے کی طاقت ہو۔ اندرونی دشمن (نفس) سخت ہے۔ جب نفس مُردہ ہوتا ہے تو قلب کو حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ نفس کی پہلی حالت امّارہ ہے۔ اس میں غرور و تکبّر ہوتا ہے، اپنے فیصلے کو اٹل سمجھتا ہے۔ اسے مارنے کے لئے عجز اختیار کرنا پڑتا ہے۔ خود کو دوسروں کے مقابلے میں کمتر اور محتاج سمجھے۔ نفس کی دوسری حالت لوّامہ ہے اس میں خواہشات ہوتی ہیں سبز باغ دکھاتا ہے، اسے قابو میں لانے کے لئے خواہشات کو مٹایا جاتا ہے۔ خواہشات کی مخالفت کر کے انہیں ختم کیا جاتا ہے۔

پھر یہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے، پھر قلب بیدار ہوتا ہے پھر اس

Marfat.com

قلب کو ایک نور، اللہ کا نورِ معرفت عطا فرماتے ہیں، جس سے دونوں عالم کو انسان دیکھتا ہے۔ دیکھتا ہے بولتا نہیں، علاج کرتا ہے۔ زندہ کے پاس کوئی سویا ہوا ہو تو اُسے بیدار کرنے کی قوت ہے۔ بیدار میں شعور پیدا ہوتا ہے۔ قلب خفتہ خواب میں دیکھتا ہے اور حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔ وہ نگاہ کبھی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی، جس کا راہبر قلب نہ ہو۔ جہاز کا کمپس (COMPASS) خراب ہو جائے تو کبھی مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اگر صحیح ہو تو صحیح مقام پر پہنچتا ہے۔ دنیا کی منزل طے کرنے کے لئے ظاہری آنکھ کی ضرورت ہے اور آخرت کے سفر کے لئے دل کی آنکھ کی ضرورت ہے۔

موت ہر وقت انسان کے انتظار میں رہتی ہے۔ اس کے پس پردہ بھی زندگی ہے۔ قلب کی آنکھ اس عالم کی سیر کر لیتی ہے اور قبر کے اندر کا حال بھی دیکھ لیتی ہے، اس لئے گناہ سے بچ جاتی ہے اور ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔ سکون مشاہدہ میں ہے، باتوں میں نہیں۔ اس عالم کا حال جب دیکھتا ہے، اس کی حقیقت کو سمجھتا ہے تو اس کے مطابق پروگرام بناتا ہے۔ بے منزل کا مسافر آوارہ کہلاتا ہے، جسے آخرت کی منزل کا علم نہیں اور آخرت جن کا نصب العین نہیں، وہ آخرت کے آوارہ ہیں۔

دنیا کی آوارگی چند سالوں کے لئے ہے۔ آخرت کی آوارگی ابدی

Marfat.com

ہے۔ یہ عالم، عالمِ آخرت کا بازار ہے۔ اس میں آخرت کی ضروریات اکھٹی کرنی ہیں۔ جو لوگ وقت کے اندر اندر بازار سے ضروریات خرید لیتے ہیں، شام کو پریشانی سے بچ جاتے ہیں۔ جو لوگ بازار کی سیر کرتے رہتے ہیں، وہ بازار بند ہونے کے بعد پریشان ہوں گے۔ موت سے وہ گھبراتا ہے جسے معلوم نہیں کہ اس کے پسِ پردہ کیا ہے۔ جو حیاتِ ابدی کے مالک ہیں اُن سے موت گھبراتی ہے۔

Marfat.com

جس کی عبادت کا تعلق خواہش کے پورا ہونے یا نہ ہونے پر ہے، وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتا بلکہ خواہش کی عبادت کرتا ہے۔ ایسے انسان کا معبود اس کی خواہشات ہیں اور جس کی عبادت محض بندگی کے لئے ہوتی ہے اسے کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ خواہش پوری ہوئی یا نہ ہوئی۔ وہ ہر شے کو مشیئتِ الٰہی سمجھ کر صبر سے کام لیتا ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگنے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سائل کسی رئیس کے دروازے پر صدا دے اور آٹا طلب کرے۔ رئیس اسے آٹے کے بجائے کپڑا یا نقدی دے دے۔ سائل کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر اعتراض کرے۔ یہ داتا کی مرضی ہے کہ کس شکل میں بھیک عطا کرے۔ معبود ہر بات کو انسان سے بہتر سمجھتے ہیں۔ جو انسان دوسروں کے دین کی فکر میں لگے رہتے ہیں، اسباب اکٹھے کرتے یا دعا کرتے ہیں معبود ایسے شخص کے دین کے درجات بڑھا دیتے ہیں۔ اور جس کے متعلق دعا کی جاتی ہے، اللہ کریم

Marfat.com

جس طرح بہتر جانتے ہیں ویسا سلوک فرماتے ہیں۔ دعا کرنے والے کا درد، درد نہیں کیا جاتا۔ ایک وقت آتا ہے کہ دعا گو کی دُعا اس پر بے نقاب ہوتی ہے جس کے لئے دعا کی جاتی ہے۔

۲۔ نابینا اور پاگل کی خواہشات کا اعتبار نہیں۔ عقلِ ظاہر کی مثال نابینا اور پاگل کی ہے۔ معبود سے کوئی شے مخفی نہیں۔ اُن کی حکمت اتنی وسیع ہے کہ وہاں تک عقلِ انسانی کی رسائی نہیں۔ شیطان اور نفس ہوشیار رہتے ہیں اور موقعہ کی تاک میں رہتے ہیں۔ سب سے پہلے غصّہ اور مایوسی کی چنگاری رکھتے ہیں۔ پھر وسوسوں کی ہوا دیتے ہیں جس سے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور بھڑکی ہوئی آگ اچھی اچھی چیزیں ضائع کر دیتی ہے۔ جو لوگ چنگاری ہی کو بجھا دیتے ہیں، اپنی اچھی چیزیں بچا لیتے ہیں۔ جو معبود کے فیصلے پر راضی ہو جاتے ہیں، خواہ نفس کو کتنی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے، اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو جاتے ہیں۔

صاحبِ مزار کے توسل سے دُعا مانگنا ایسا ہی ہے کہ اگر کسی کی صاحبِ خانہ تک رسائی نہ ہو تو وہ باہر کسی دروازے سے چٹھی ڈال دے کہ فلاں مقام پر میری سفارش کر دیجئے۔ اگر نتیجہ برخلاف ہو تو معلوم ہوا اس کی رسائی صاحبِ مزار کے ہاں نہیں۔ اہل اللہ کے توسل سے کوئی دعا مانگو اور پوری نہ ہو تو اس میں حکمت

Marfat.com

ربّی سمجھ کر خاموش رہو۔

معبود جب خوش ہوتے ہیں اور کرم فرماتے ہیں تو کثیر خواہشات کو رد کر دیا جاتا ہے۔ یہ مجاہدہ فضلی کہلاتا ہے۔ اس سے نفس چُور چُور ہو جاتا ہے۔ طریقت نفس کشی ہے نفس پروری نہیں۔ آخرت کی منزل نفس کشی سے طے ہوتی ہے۔ جب اس راہ میں خواہشات پوری نہ ہوں تو مقامِ شکر ہے کہ بجائے فاقہ کشی اور دیگر مجاہدات کے خواہشات کو روک کر نفس کو کشتہ کیا، دل شکستہ کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: ''باری تعالیٰ آپ کہاں ہوتے ہیں''۔ ارشاد ہوا ''میں دل شکستہ لوگوں میں ہوتا ہوں''۔ اگر اللہ کے گھر کی بنیاد پڑ جائے تو مقامِ شکر ہے۔ جب کسی کی منزل قریب آ جاتی ہے تو شیطان گھبرتا ہے۔ یہ اس کا آخری وار ہوتا ہے۔ اگر اسے ناکام بنا دیا تو اگلا قدم منزل پر ہوتا ہے۔ ہر شے کو اپنے سفر اور منزل کی نسبت سے جانو۔ نفس کی خواہشات کی نسبت سے نہ جانچو۔ نفس کی کسوٹی دھوکا ہے۔ یہ وقت ایسا ہے کہ تمام فروعات چھوڑ کر یکسوئی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھو۔ دیکھو وہ کیا کرنے والے ہیں۔ کئی چیزیں سمجھ میں آنے والی ہیں۔ جب سفر انجام پر پہنچنے والا ہوتا ہے تو شیطان اور نفس اِدھر سے توجہ ہٹانا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

۳۔ دنیا بمنزلہ ایک مردہ کے ہے۔ اگر اس پر لاکھوں من کافور بھی ڈال دو پھر بھی ایک وقت آئے گا کہ کافور ختم ہو جائے گا، اور سڑاند آئے گی۔ عقل مند مُردے کی طرف سے پُشت دے کر اور ناک بند کر کے، اپنے کام کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ذرا سا دُنیا کا فکر کئی روز تک عبادت میں سکون ختم کر دیتا ہے۔ یہ شیطان کی کامیابی ہے۔

بزرگ کے سینے سے سینہ از خود نہیں ملانا چاہیئے۔ کیوں کہ حالات بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ سوتے میں جگانا نہیں چاہیئے۔ اگر جگائے تو پنڈلی سے ہلائے۔ اپنی نسبت کے مطابق آگ سینکنے سے سکون ملتا ہے اور زیادہ سینکنے سے طبیعت بے قابو ہوتی ہے۔ سینما میں ٹکٹ آگے پیچھے ملتا ہے لیکن جب فلم شروع ہوتی ہے تو سب اکٹھے ہوتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ کیو (Q) میں لگا رہے۔

۴۔ اللہ کریم اپنے دوستوں کی بات رد نہیں کرتے اس لئے کہ اللہ کے دوستوں کا قلب اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اس میں وہی چیز پیدا ہوتی ہے جو معبود چاہتے ہیں۔ اور اس کے رد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کا وجود میں آنا ضروری ہو جاتا ہے۔ نفس کے بندوں کے دل شیطان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں اور ان کے قلب میں وہ چیز پیدا ہوتی ہے جو شیطان

Marfat.com

چاہتا ہے اور پھر شیطان انسان کی ہلاکت چاہتا ہے۔

معبود اپنی مخلوق کی ہلاکت نہیں چاہتے وہ تو ماں سے ستّر گنا زیادہ محبت کرتے ہیں اپنی مخلوق سے۔ جب تک اللہ تعالیٰ خود ہی شعور عطا نہ فرمائیں سیدھی بات بھی اُلجھ جاتی ہے۔ معبود کی وہ ذات پاک ہے جسے کوئی شے محیط نہیں کر سکتی، جو تمام عالم کو محیط کئے ہوئے ہیں، وہ ذات برحق ہے جس کے اشارے کا تمام عالم منتظر رہتا ہے۔

معبود قانون گر ہیں، قانون میں مقید نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر ایک وقت ایسا لاتے ہیں کہ جسم رکھتے ہوئے جسم کو محسوس نہیں کرتے۔ اور ایسا کرم فرماتے ہیں بندے پر کہ خود میں ہوتے ہوئے بھی خود سے باہر ہوتا ہے۔ اللہ کا بڑا فضل ہے۔ بڑا کرم فرمائیں گے۔ کام کا وقت آگیا ہے۔

Marfat.com

جو لوگ دنیا کی لذّات کے خواہشمند ہیں انہیں چاہیئے کہ اپنے جسم کی صحت کا خیال رکھیں۔ اور جو آخرت کی لذّات کے خواہشمند ہیں انہیں چاہیئے کہ اپنا قلب درست رکھیں۔ جو لوگ اپنا دل درست یعنی صاف کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے دل اپنی دو اُنگلیوں کے درمیان لے لیتے ہیں اور جو اپنے دل میں دنیا کی محبت بسا لیتے ہیں ان دلوں کو شیطان اپنی دو انگلیوں کے درمیان لے لیتا ہے، اور ان کی ہلاکت میں کوئی شک نہیں، اور جو قلب اللہ کی دو اُنگلیوں کے درمیان ہیں منزل ان کی منتظر ہے۔

قربُ اور قلبِ حضوری نصیب سے حاصل ہوتے ہیں۔ جب تک قلبی نسبت حاصل نہیں ہوتی، پردہ نہیں اُٹھتا، منزل طے نہیں ہوتی اور جس نسبت کا تعلق نفس کی کامیابی یا ناکامی سے ہے، وہ دراصل شیطانی نسبت ہے جو انسان کو اس کی منزل سے روک دیتی ہے، اور ایک ایسی آگ کی طرف لے جاتی ہے جس کا انجام تلخی، حسرت اور یاس کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ قلبی نسبت انسان کی رسائی اس مقام تک

Marfat.com

کر دیتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے دائمی مسرتیں مقرر کر رکھی ہیں۔

۲۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور قلبی بیماری پر غور کرے۔ اور اس کے علاج کی فکر کرے اور پرہیز اختیار کرے۔ کیونکہ مریض کا سفر غیر یقینی اور غیر معتبر ہوتا ہے اور تندرست کا سفر یقینی اور معتبر ہوتا ہے۔

Marfat.com

جب زبان دنیا کے لئے چلتی ہے تو قلب سوتا ہے۔ جب زبان آخرت کے لئے کھلتی ہے تو قلب کام کرتا ہے۔ والدین کی محبت کا صحیح اندازہ جوانی میں ہوتا ہے۔ اور فقیر کی محبت کا اندازہ آخرت میں ہو گا۔ ہر بات کی اچھائی یا بُرائی اس کے انجام سے معلوم ہوتی ہے۔ زندگی ایک کہانی ہے جس کی حقیقت ابتدا سے معلوم نہیں ہوتی، بلکہ انجام سے معلوم ہوتی ہے۔ علم کی کامیابی کا انحصار الفاظ کی چمک میں نہیں بلکہ ان کی روشنی پر ہے۔ وہی آگ کیمیا بناتی ہے جو بند ہوتی ہے۔ کھلی آگ میں کیمیا نہیں بنتا۔ جس آگ میں دُھواں پیدا ہو جائے وہ آگ کام کی نہیں۔ جب دھواں ختم ہو جاتا ہے تو آگ کیمیا گر کے کام کی ہو جاتی ہے۔

اللہ اور اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پتہ خود انسان کی نفی سے چلتا ہے۔ زبان کے الفاظ یا علم کی زیادتی سے نہیں۔ اگر قدم میں چلنے کی طاقت نہ ہو تو علم بے کار ہے۔ قدم میں چلنے کی طاقت ہے تو بے علم بھی منزل تک پہنچ جائے گا۔ فقیر وہ

Marfat.com

طاقت عطا کرتا ہے جس سے سالک اپنی منزل طے کرتا ہے۔

۲۔ انسان کی جسمانی حالت سے اس کی غذا کا پتہ چلتا ہے اور اخلاق سے اس کی صحبت کا پتہ چلتا ہے۔ اولاد سے والدین کے مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔ مرید سے پیر کے مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔ قلب سے ایمان کا اور نفس سے دنیا کا پتہ چلتا ہے۔ قربانی سے محبت کا اور زبان سے مکّاری کا پتہ چلتا ہے عمل سے سچّائی کا پتہ چلتا ہے، راز سے ظرف کا پتہ چلتا ہے اور شکر سے مقام کا پتہ چلتا ہے۔ اور الفاظ کی پرواز سے علم کی روشنی کا پتہ چلتا ہے۔ جن الفاظ کی پرواز انسان کے قلب تک ہو وہ نُور ہے اور جن الفاظ کی پکار کانوں تک ہو وہ اندھیرا ہے۔

سخا کا پتہ دشمن کے ساتھ سلوک کرنے سے چلتا ہے سخا دو قسم کی ہے ایک قلبی اور ایک نفسی۔ قلبی سخا میں دوست دشمن میں تمیز نہیں کرتا اور نفسی سخا میں دوست دشمن میں امتیاز ہوتا ہے۔ قلبی سخا تعریف (شکر) سے بھاگتی ہے اور نفسی سخا شکر کو طلب کرتی ہے۔ قلبی سخا کا مقصود انسان کی منزل، اللہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی رضا ہوتی ہے اور نفسی سخا کا مقصود نام و نمود ہوتا ہے۔ قلبی سخا میں زبان نہیں ہوتی، نفسی سخا میں زبان بڑی دراز ہوتی ہے۔ قلبی سخا ایک باطنی سرور کی مالک ہوتی ہے جس کو دوام حاصل ہوتا ہے۔ نفسی سخا تکبّر کی مالک ہوتی ہے جو معبود کی نگاہ

Marfat.com

ہیں فعلِ مردود ہے۔ اس کی عمر بہت کم لیکن رنج دائمی ہوتا ہے۔
انسان کی شکل کا پتہ اس کے نفس سے چلتا ہے، اعضاء سے نہیں۔
اور حسن کا پتہ اس کے قلب سے چلتا ہے جسم کے رنگ سے نہیں۔
انسان کی قیمت درد سے بنتی ہے خوشی سے نہیں۔ انسان کے ایمان کا پتہ توکل سے چلتا ہے، اس کی تاریکی کا پتہ طمع سے چلتا ہے عشق اپنے حال سے خود بھی بے خبر ہوتا ہے، اس لئے وہ قانون سے آزاد ہوتا ہے۔ باہوش پر قانون کی پابندی لازمی ہے۔

صاحبِ علم باہوش ہے اور صاحبِ عشق بے ہوش ہے۔
قال عقل کی شطرنج ہے۔ عشق کا میدان جہاد ہے۔ عشق ایک آگ ہے جس میں اضطراب ہی اضطراب ہے۔ علم ایک مصروفیت ہے جو حال اور آگ دونوں سے بے بہرہ ہے۔

الفاظ کا پھسلا ہوا انسان بڑی مشکل سے مقام تک آتا ہے اور حال سے پھسلا ہوا انسان پھسل کر بھی کچھ نہ کچھ پالیتا ہے۔ اس کی مثال حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کی ہے۔ شیطان الفاظ کا مارا ہوا پھسل کر مردود ہو گیا۔

قال ایک گورکھ دھندا ہے جو انسان کو عمل سے محروم کر دیتا ہے۔ حال انسان کو قربانی تک پہنچا دیتا ہے۔ زلیخا حال کی مالک تھی پھسل کر بھی کامیاب ہو گئی۔ حال کا قدم ثابت و سالم ہوتا ہے۔

Marfat.com

قال کا قدم لغزش و لرزہ لئے ہوتا ہے۔ قال شنید ہوتی ہے۔ حال مشاہدہ ہوتا ہے۔ ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ!

جو زبان اللہ کا سہارا لے کر بولتی ہے معبود اس کے محافظ ہوتے ہیں اور جو نفس کا سہارا لے کر بولتی ہے شیطان اس کا مددگار ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ جب بولے تو اپنی توجہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف رکھے اور پناہ مانگتا رہے۔ فضلِ ربیؒ ہوتا رہے گا۔ فقیر کی صحبت میں وہ کامیاب ہے جو فقیر سے پہلے فقیر کی محبت کو بوسہ دیتے ہیں۔ اور خدا کے دربار میں وہ کامیاب ہیں جو ان سے پہلے ان کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثار کرتے ہیں۔ محبت تو مجرد اور ننگی ہوتی ہے۔ محبت میں لباس کس کا اور زیبائش کہاں کی؛ جیسا باغ ہوتا ہے، ویسے ہی درخت لگائے جاتے ہیں۔ محبت بھی قلب کے اعتبار سے عطا ہوتی ہے۔ جب تک طالب کو مطلوب سے عشق نہیں ہوتا اس کے حق میں مطلوب کی دعا بھی کامیاب نہیں ہوتی۔ ابتداء میں محنت کا خیال کرنا چاہیئے ترقی کا نہیں۔

جلد باز کامیاب نہیں ہوتے۔ اچھی اور قیمتی شے گہرے پانیوں میں ملتی ہے۔ نورِ معرفت گہرے قلوب میں ملتا ہے۔ جس کا قلب مُردہ ہے، وہ جاگ کر تلاش کرتا ہے اور جس کا قلب زندہ ہوتا ہے وہ سو

Marfat.com

کر تلاش کرتے ہیں۔

جن کا قلب زندہ ہے، وہ گویا ایک لازوال شے کا مالک ہے۔

دل تو مجذوب ہوتا ہے، بادشاہوں کا سا مزاج رکھتا ہے۔

Marfat.com

انسان کے پاس یا تو عقلِ سلیم ہو یا حسنِ ادب ہو یا بھائی کا مشورہ۔ ورنہ مر جانا بہتر ہے۔ عقلِ سلیم اللہ کو پہچانتی ہے۔ یہ نمک مرچ پہچاننے والی عقل اللہ کو نہیں پہچان سکتی۔ حسنِ ادب کے وہ مالک ہوتے ہیں جو خود کو پہچان جاتے ہیں۔ یہ لوگ نفس کا محاسبہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنے مقام سے تجاوز نہ کرنے کا نام ادب ہے۔ نیز بالمقابل کے مقام کو پہچاننا اور اُسے قائم رکھنا۔ حسنِ ادب کے وہ مالک ہوتے ہیں جو عجز و انکساری کے مالک ہوتے ہیں۔ عجز و انکساری ان میں ہوتی ہے جو نفس کو قابو کرتے ہیں اور قلب کو زندہ کرتے ہیں۔ جو نفس کے قابو میں ہوتے ہیں وہ غرور و تکبّر کے مالک ہوتے ہیں۔

غرور و تکبّر اللہ کی شان ہے، بندے کی نہیں۔ جو مقامِ خدائی پر کھڑا ہو کر بات کرے، وہ مقامِ بندگی سے ہٹ جاتا ہے۔

۲۔ مشورہ وہ سنتے ہیں جن کا نفس مُردہ ہوتا ہے اور قلب کے کان کھلے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

خود بھی رہبری نہ کر سکے، دوسرے کی رہبری قبول بھی نہ کر سکے، چشمِ بصیرت اور ادب کا بھی مالک نہ ہو، تو پھر زندہ کس کے لئے رہنا ہے؟

پہلا گروہ مخلوق سے بھاگتا ہے، کچھ قبول نہیں کرتا۔ دوسرا گروہ اہلِ توکل کا ہوتا ہے، یہ خواہش نہیں کرتے، ایک مقام پر بیٹھ جاتے ہیں: کوئی دیتا ہے تو انکار نہیں کرتے لیکن لے کر بانٹ دیتے ہیں، کل کی فکر نہیں کرتے، طلب بھی نہیں کرتے کسی سے، طمع بھی نہیں رکھتے۔ تیسرا گروہ وہ ہے جو خود بھی مشقت کرتا ہے اور عبادت کی احتیاطوں میں ثابت قدم ہوتے ہیں۔

۳۔ ان تینوں گروہوں میں وہ لوگ آتے ہیں جو عقلِ سلیم، حُسنِ ادب اور مشورہ کے مالک ہوتے ہیں، اس سے پہلے نہیں جب اللہ تعالیٰ کرم فرماتے ہیں، دنیا انسان کے قلب سے چھٹتی چلی جاتی ہے۔ ماسوائے ضروری باتوں کے کچھ یاد نہیں رہتا۔ جب معبود فکرِ دنیا کم کریں تو مقامِ شکر ہوتا ہے مقامِ فکر نہیں۔

جب تک انسان جسم کی کثافتوں کو دُور نہیں کرتا اس کا جسم لطیف نہیں ہوتا۔ اور جب تک جسم لطیف نہیں ہوتا رُوح کے

Marfat.com

ساتھ اس کی نسبت قائم نہیں ہوتی کیونکہ لطیف سے کثیف کی نسبت قائم نہیں ہوتی اور جس کے جسم کی رُوح سے نسبت قائم نہیں ہوتی، اس کا قلب بیدار نہیں ہوتا۔ انسان کی منزل اس کا قلب اور روح طے کرتے ہیں۔

۴۔ جس کی ظاہری آنکھیں نہیں، اس کی دنیا بڑی پریشان کن ہے اور جس کے قلب کی آنکھیں نہیں، اس کی آخرت پریشان کن ہے۔ جب تک انسان کا میٹر درست نہیں ہوتا روشنی پیدا نہیں ہوتی خواہ بلب لگا دے۔ جب روشنی پیدا ہوتی ہے تو یہ قاعدہ ہے کہ روشنی میں جی لگتا ہے، فرحت اور سکون بھی ہوتا ہے۔ انسان اپنی منزل کو بھی دیکھتا ہے۔ روشنی کی پہلی دلیل خود کو پہچاننا ہے۔

۵۔ میٹر درست کرنے کے چند اصول ہیں۔ جو لوگ اپنی زبان سے ہر وقت دنیا کی باتیں کرتے رہتے ہیں، وہ اپنے قلب کو سلاتے رہتے ہیں۔ ذکرِ دنیا قلب کی لوری ہے جس سے قلب سو جاتا ہے۔ سوتے کو جگایا جا سکتا ہے لیکن مسلسل نیند اس کو موت تک پہنچا دیتی ہے اور اگر موت وارد ہو جائے تو زندہ کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

۶۔ اور جن کی زبان آخرت کے ذکر میں مبتلا رہتی ہے،

Marfat.com

ان کے قلب بیدار ہو جاتے ہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے قلب بیدار ہو جاتا ہے۔ اس زبان کے عالم کو عالم ناسوت کہتے ہیں۔ زبان بمنزلہ کسان کے ہے۔ قلب بمنزلہ کھیت ہے۔ گفتگو بیج ہے جو قلب میں پڑتا رہتا ہے۔ خیال فصل ہے۔ جیسا بیج ہو گا ویسی ہی فصل ہو گی۔ اچھا بیج اللہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ یہ اچھا بیج ہے اور بڑی عجیب و غریب فصل دیتا ہے۔

۲۔ دوسرا اصول جسمانی مجاہدہ اختیار کرنا ہے۔ شب کو قیام کرنا، جسم کو عبادت کا پابند بنانا اور اس کو صبر کا عادی بنانا۔ نفس کے خلاف جہاد کرنا۔

نفس کی تین حالتیں ہیں۔ امّارہ، لوّامہ اور مطمئنہ۔

امّارہ حکومت پسند ہے، اطاعت پسند نہیں۔ خالق کے مقام پر کھڑا ہوتا ہے۔ اسے مارنے کے لئے کسی کی اطاعت اختیار کرے۔ اطاعت کا خود کو عادی بنائے۔ امّارہ کو زبان بڑی فصیح ملتی ہے۔ ہر بات کا جواز خوب پیش کرتا ہے۔ لیکن سب دنیا کی باتیں کرتا ہے۔ اور انسان کا مقصود آخرت کی کامیابی ہے۔ دنیا کی کامیابی مقصود نہیں۔ اگر اس نفس سے کہیں کہ آخرت میں کیا ہو گا؟ تو یہ گھبراتا ہے۔ وعظ و نصیحت سے بہت گھبراتا ہے۔ جو لوگ اطاعت اختیار کر لیتے

Marfat.com

ہیں تو یہ مر جاتا ہے۔

پھر یہ لوّامہ بن جاتا ہے۔ انسان کو خواہشات میں گھیرے رکھتا ہے۔ اس کا مجاہدہ ایک تو فضلی ہے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ خواہشات پوری نہیں ہونے دیتے۔ انسان مایوس ہو جاتا ہے اور اس میں عجز و انکساری آجاتی ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہوتا ہے۔ صرف اتنی ہی پوری ہونے دیتے ہیں جس سے اس کی زندگی قائم رہے اور ایمان سلامت رہے۔

دوسرا مجاہدہ کسبی ہے، یعنی انسان اپنی خواہش کا تجزیہ کرے۔ اگر منزل کے لئے سامان بن سکتا ہے تو اس کے حصول کے لئے کوشش کرے اور پھر بھی حاصل نہ ہو تو خواہش ترک کر دے۔ آخر کار نفس خود ہی خاموش ہو جاتا ہے اور پھر یہ مطمئنہ بن جاتا ہے اور راضی برضا رہتا ہے۔

۸۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے کہا فاقہ مستی کے عالم میں رہتا ہوں۔ فرمایا روٹی مل جائے گی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو فرمانے لگے کہ: "اسے اللہ کے دوستوں کی چیز مل گئی تھی، اس نے کفران کیا، اب یہ نعمت چھن جائے گی اور دنیا مل جائے گی"۔

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ کسی پر فضل فرماتے ہیں اور وہ بھی خاص، تو اس کو دنیا کی محبت سے نجات دے دیتے ہیں اور اس کے سینے میں اپنی محبت کا چراغ روشن فرما دیتے ہیں اور اس کے قلب کو اپنی یاد میں مصروف کر دیتے ہیں۔ اور جب کوئی شیطان کی دوستی میں چلا جاتا ہے، تو آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور دنیا کی فکر کی زیادتی ہو جاتی ہے اور محبت کی طرف اس کی پیٹھ ہو جاتی ہے۔ غیبت اور منافقت اس کا پیشہ ہو جاتا ہے۔ جتنی کوئی شے سبک یعنی لطیف ہوتی ہے، اتنی ہی زیادہ اس کی پرواز ہوتی ہے۔

انسان کی روح ایک لطیف شے ہے لیکن بوجہ گناہوں کے اس پر وزن آجاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی پرواز کم ہو جاتی ہے۔ اور جوں جوں گناہوں کا وزن بڑھتا جاتا ہے، یہ اپنے مقام سے ہٹتی جاتی ہے اور جوں جوں نیکی بڑھتی ہے، یہ اپنے مقام کی طرف بڑھتی ہے۔ منزل انسان کی روح طے کرتی ہے، جسم نہیں۔ جنہیں منزل کی

Marfat.com

فکر ہوتی ہے وہ اس وزن کے متعلق احتیاط برتتے ہیں۔ روح پر سب سے بڑا وزن دنیا کی محبت ہے۔ جس کے تلے دب کر انسان فانی ہو جاتا ہے اور بقا سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ کی محبت روح کی سب سے زیادہ طاقت ور غذا ہے، جس کی طاقت کے زور پر یہ اپنی منزل آناً فاناً طے کر جاتی ہے۔

۲۔ دنیا سے محبت رکھنے والے نفس کے دوست ہوتے ہیں اس میں کھونے والے نفس کے مربّی اور سرپرست ہوتے ہیں اور یہ نفس اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ کے دشمن سے پیار کرے اور پھر اللہ کی محبت کا بھی دعویٰ کرے، تو یہ ریاکاری اور دھوکا ہے جس کا پردہ ایک دن اٹھ جائے گا اور اٹھنے کے بعد سوائے اندھیرے کے کچھ نہ پائے گا۔

۳۔ نفس کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی دوستی کی طرف قدم ہے اور وہ مقبول بندے ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو اللہ کی راہ میں کچل دیا، نفس کی خواہشات کو اللہ کی راہ میں ملیا میٹ کر دیا۔ اس کے غرور و تکبّر کو ختم کر کے عجز و انکساری کے مالک ہو گئے، سمجھ لو کہ وہ منزل پہ پہنچ گئے ابدی راحت کو پہنچ گئے۔

۴۔ آخرت دائم ہے اور اس کی لذّت قائم و دائم ہے۔ عاقل باقی کا سودا فانی سے نہیں کرتے۔ ایسا سودا احمق اور نابینا

Marfat.com

لوگ کرتے ہیں۔ جو اللہ کی راہ میں ہلکا ہلکا فکر کرنے کے عادی ہوتے ہیں، ایک روز اللہ کی راہ میں بڑے فکر کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اور جو جتنی فکر کا مالک ہے، اتنا ہی اس کا مقام ہے اور اسی نسبت سے اس کے سینے میں قندیل ہے اور ویسی ہی اس کی نظر ہے۔

۵۔ انسان کو چاہیئے کہ اللہ کی یاد قلب میں ایسے پروئے جیسے مالی گجرے کے پھول پروتا ہے۔ یعنی خیال میں ہر وقت ذکر لطیف (اللہ اللہ) کرنا چاہیئے۔ پھر اس کا خیال سرتاپا اللہ کی پکار بن جائے گا۔

سوتے بیٹھتے چلتے پھرتے خیال اس کی راہ میں دوڑاؤ۔
ہاتھ سے اپنا کام کرتے رہو۔ خیال ان کی طرف دوڑتا رہے۔

Marfat.com

اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نعمت کو دو حالتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک اس کا جوہر ہے اور ایک اس کا فضلہ ہے۔ کامیاب وہ ہیں جو جوہر کے متمنی ہوتے ہیں اور اس کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ دنیا آخرت کا فضلہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کرم فرماتے ہیں، تو بندے کے خیالات آخرت کی طرف رجوع کر دیتے ہیں اور پھر اسے اسباب مہیا کرتے ہیں جن سے وہ اپنا سفر طے کرتا ہے۔ اور جب اللہ کی نظرِ کرم کسی سے ہٹ جاتی ہے، تو آخرت کے اسباب سے وہ محروم ہو جاتا ہے اور دنیا میں اس کا قیام ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر بندے کی نیت کو دیکھتے رہتے ہیں۔

اچھا خیال ایک طاقت ہے جس سے روح کو اپنا مقام حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ بُرا خیال ایک زہر ہے جس سے انسان کی روح پر وزن آتا ہے اور قلب ہلاکت کو پہنچتا ہے اور نفس اس سے طاقت حاصل کرتا ہے۔ نفس اللہ کا دشمن ہے۔ اور جو معبود سے محبت کی راہ پر گامزن ہیں، انہیں اس کے دشمن سے بھی لڑنا

Marfat.com

پڑے گا۔ محبوب کے دشمن سے لڑنا صدق کی دلیل ہے اور جب تک محبت صادق نہیں ہوتی اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ جیسے کچے پھل گلیوں میں پاؤں کے نیچے روندے جاتے ہیں اور پختہ پھل کی ہر ایک حفاظت کرتا ہے اور بازار میں ان کی قیمت لگتی ہے۔ بغیر صدق کے محبت کچے پھل کی طرح ہے جس میں نہ شیرینی ہے نہ حلاوت۔

جب خیال میں فرق آتا ہے تو اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ اگر معبود کرم فرماتے ہیں تو اس خیال کی خرابی سے جسم پر آفت آتی ہے۔ اور اگر معبود معتوب کرنا چاہیں تو اس کی آفت قلب پر آتی ہے۔ اور پھر دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ جسم کی آفت کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ جب اس مہلت کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے تو جسم اور قلب دونوں ہی خراب اور بے کار ہو جاتے ہیں۔ نیک خیال ایسا ہے جیسے کسی نے جسم میں بجلی چھوڑ دی جس سے ہر عضو روشنی اور طاقت حاصل کرتا ہے۔

اوراد بندے اور اللہ کے درمیان گفتگو ہے۔ ذاکر کو بلا ضرورت آواز نہ دو ورنہ تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ذاکر کو بھی احتیاط کرنی چاہیئے۔ اوراد کے وقت تنہا بیٹھے تاکہ کوئی پریشان نہ کر سکے۔ اوراد کے درمیان بولنے کا حکم ان کو ہے جنہیں خدمتیں سپرد ہیں۔ اوراد

Marfat.com

کے اندر گفتگو نہ کرے، تو بچّوں کو دم کر دے، برابر کام کرے گا، بول اُٹھے تو بے کار ہے۔ اوراد میں بولنے کے لئے عذر وہی ہے جو نماز میں بولنے کے لئے ہے۔

جس وقت کوئی نماز یا اوراد پڑھ رہا ہو سلام کرنا مکروہ ہے۔

طریقت کے اوراد فرض کا درجہ رکھتے ہیں' ان کی قضا دینی پڑتی ہے۔

مراقبہ کا ادب یہ ہے کہ شیخ کے سامنے اس طرح تصور میں جاؤ جیسے سچ مچ شیخ کے سامنے بیٹھے ہو اور واپسی کے وقت باقاعدہ اجازت لے کر آؤ۔

Marfat.com

جس کا نفس زندہ ہے اُسے دنیا کا اندھیرا محیط کئے ہوئے ہے اور جس کا قلب زندہ ہے اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ کا نُور محیط کئے ہوئے ہے۔ جس کے گرداگرد اندھیرا ہے وہ گم کردۂ منزل ہے اور جس کے گرداگرد نُور ہی نُور ہے، اس کی منزل اسے پُکارتی ہے۔ اور منزل کی پُکار پر اس کا قدم بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔

۲۔ جب نفس زندہ ہوتا ہے تو دنیاوی خواہشات اور دنیاوی لذتوں کے حصول کے لئے فکرمند رہتا ہے اور جب قلب زندہ ہوتا ہے تو آخرت کی لذات کا متلاشی رہتا ہے اور دُنیا کی لذات ترک کرتا رہتا ہے۔

۳۔ دنیا کی لذت نفس کی غذا ہے اور نفس انسان کا دشمن ہے۔ دانا انسان دشمن سے طاقت چھینا کرتے ہیں، دشمن کی طاقت بنایا نہیں کرتے۔ اللہ کا ذکر قلب اور روح کی غذا ہے۔ اور قلب انسان کا دوست ہے۔ جو دوست کے ساتھ مروّت میں لگے رہتے

Marfat.com

ہیں، وہ درحقیقت اپنی پریشانی کے وقت کے لئے طاقت بناتے رہتے ہیں، جب وقت پڑے گا تو یہ پریشان نہ ہوں گے بلکہ ایسے سکون کے مالک ہوں گے کہ ان پر اہل نفس رشک کریں گے۔ اور اپنے کھوئے ہوئے وقت کا ماتم کریں گے لیکن اس وقت کچھ حاصل نہ ہو گا۔ جو وقت پر تیاری کرتے ہیں وہ وقت پر بہت بڑی پریشانی سے بچ جاتے ہیں اور جو وقت پر غفلت کرتے ہیں انہیں وقت پڑنے پر پچھتانا پڑتا ہے۔

۴۔ جو ابدی راحت اور بقا چاہتے ہیں انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت نہ برتیں اور اپنے رب کو یاد کرتے رہیں۔ جو رب کو یاد کرتے ہیں تو رب بھی انہیں یاد کرتا ہے۔ جن کے دل میں اللہ کی یاد بس گئی وہ کامیابی کی منزل پر پہنچ گئے۔

جو اللہ کے حبیب پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت قلب میں بسانا چاہتے ہیں، انہیں چاہیئے کہ اپنے اخلاق کو وسیع کریں۔ اور ان کے عمل کو اپنائیں۔ جو کسی کا عمل اپناتا ہے ایک دن وہ اس کا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب پر فضل و کرم فرمائیں۔

Marfat.com

دنیا میں ہر شے اسباب پر قائم ہے۔ جب سبب ختم ہو جاتا ہے تو سبب پر قائم ہونے والی ہر چیز بھی ختم ہو جاتی ہے۔ روشنی کامل جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ روشنی ہمیشہ قائم رہے گی۔ اگر تیل دیتا رہے گا تو قائم رہے گی ورنہ بجھ جائے گی۔ خواہ کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ جن قلوب کو منور کرتا ہے تو وہ روشنی اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک وہ شکر ادا کرتے ہیں اور احتیاط برتتے ہیں ورنہ وہ واپس بھی لے لیتے ہیں۔ کفران سے نعمت گھٹتی ہے۔ جسے اللہ اپنی محبت عطا فرمائیں اور پھر وہ دل میں دنیا کی محبت کو جگہ دے تو یہ کفرانِ نعمت ہے جس سے روشنی ختم ہو جاتی ہے۔

۲۔ روشنی سے سکون ہوتا ہے۔ اندھیرے میں عقل اور نظر قائم ہوتے ہوئے بھی بے سکونی ہوتی ہے۔ جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے، اس کے گرد اگرد بیٹھ کر ایک سکون حاصل ہوتا ہے۔ پھول کی خوشبو نظر نہیں آتی لیکن اس کے قریب بیٹھنے سے اس کے اثرات

Marfat.com

ضرور محسوس ہوتے ہیں۔ جہاں شیطان کا اڈا ہوتا ہے، وہاں بیٹھ کر بے سکونی ہوگی۔ ایسے لوگوں کی گفتگو نفرت کا سبب بنتی ہے اور اس کی رسائی قلب تک نہیں ہوتی اور جنہیں قلب بیدار عطا ہوتا ہے، ان کی بات کی رسائی قلب تک ہوتی ہے۔ سطحی رسائی سے سکون میسر نہیں آتا۔ سطحی نظر سے حقیقت اوجھل ہوتی ہے اور طبیعت پریشان رہتی ہے۔

جو لوگ اللہ کی محبت کے مالک ہوتے ہیں، ان کی گفتگو، ان کی بات، انسان کے قلب تک پہنچتی ہے۔ عمل اس وقت ہوتا ہے جب انسان کا قلب کسی چیز کو قبول کرلے۔ کان سے سن کر عمل مشکل ہوتا ہے۔ جس عمل کا تعلق انسان کے قلب سے ہوتا ہے وہ قائم و دائم رہتا ہے اور وہی مقبولِ بارگاہ ہوتا ہے۔ ورنہ سب مکر و ریا، فریب اور دھوکا بازی ہوتی ہے جس کی معیاد بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ جو لوگ صبر کے مالک ہوتے ہیں معبود انہیں صبر و تحمل عطا فرماتے ہیں۔

۳۔ ہر زندہ انسان اللہ کی صفات کی تصویر ہے۔ زندہ اسے نہیں کہتے جس کے جسم میں خون دوڑتا ہے بلکہ زندہ وہ ہے جس کا قلب زندہ ہے۔ جوں جوں قلب طاقتور ہوتا جاتا ہے جسم کا ہر ریشہ کمزور ہوتا جاتا ہے۔ جسم کی طاقت کا دارو مدار نفس پر ہے۔ جب نفس مردہ ہوتا ہے تو جسم بالکل موت سے ہم آغوش ہوتا ہے اور قلب

Marfat.com

بیدار ہو جاتا ہے اور روح قوی ہو جاتی ہے۔ پھر منزل آسان ہو جاتی ہے۔ آخرت کی منزل انسان کی رُوح اور قلب طے کرتے ہیں۔ اور دنیا کی منزل انسان کا جسم طے کرتا ہے۔ جن کا جسم کمزور اور بیمار ہے ان کا دنیاوی سفر کمزور ہے اور جن کا دل اور روح بیمار ہیں ان کا آخرت کا سفر بڑا مشکل ہے۔

دنیاوی سفر میں ناکامی سے گزارا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی مدت تھوڑی ہے۔ دنیا کے چند روزہ سفر میں اگر ناکام بھی رہا تو غم نہیں۔ اور جو آخرت کے سفر میں ناکام رہا تو یہ ہمیشہ کی مصیبت ہے۔ چند روزہ سفر کی اتنی تیاری کی جاتی ہے تو پھر دائمی سفر کے لئے کتنی تیاری کی ضرورت ہے۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ دُنیا کے معاملے میں امید نہیں توڑتا اور ہر حال میں کام کرتا رہتا ہے۔ تو پھر آخرت اور اللہ کے معاملے میں کیوں غور و فکر اختیار نہیں کرتا؟

۴۔ دنیا کی محبت کو قلب میں جگہ نہ دو۔ اللہ کے گھر میں کسی کو نہ بساؤ۔ ایک فرض سمجھ کر اُسے ادا کرو۔ یہ محبت کرنے کی چیز نہیں۔ محبت اللہ کریم اور اس کے حبیب پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے کرو۔ یہ انسان کی بقا کا راز ہے اور انسان کو عالم وجود میں لانے کا مقصد ہے۔ جس شے کا کوئی مقصد نہ ہو وہ آوارہ ہوتی ہے۔ اور جو نصب العین کے مالک ہوتے ہیں، وہی راہ پر گامزن ہوتے

Marfat.com

ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں۔

سکون سفر کے دوران نہیں ہوتا ۔ منزل پر پہنچنے کے بعد ہوتا ہے ۔ جو سفر انسان کو درپیش ہے اس کا سامان اکٹھا کرنا چاہیئے ۔ ریگستان کا سفر ہے تو پانی کے بغیر بڑی مشکل ہوگی۔ اللہ کریم سب پر فضل و کرم فرمائیں ۔

Marfat.com

اللہ سے گمان نیک رکھے تو گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر گمان خراب کرلے تو نیکی بھی قبول نہیں۔ یہی معاملہ فقیر کے ساتھ بھی ہے۔ اگر فقیر کے متعلق گمان نیک رکھے تو پھسلتا نہیں اور اگر گمان خراب کرے تو منزل پر پہنچ کر بھی بھٹک جاتا ہے۔

(ii) جس میں صبر کا مادہ ہو وہ کامیاب ہے۔ صبر وہ کرسکتا ہے جو طلب مٹادے ورنہ صبر نہیں کرسکتا۔ کئی انسان صبر نہ کرنے کی وجہ سے مقام سے رہ جاتے ہیں کیونکہ اُن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے، حالانکہ منزل قریب ہوتی ہے۔

(iii) کامیاب وہ ہے جو فقیر کے اعتماد پر قیمت لگائے۔ اپنے نفس پر بات کو نہ پرکھے۔ فقیر نے سب کام تیار رکھا ہوتا ہے صرف طالب کا امتحان اور پرکھ کرتا ہے۔ جب کامیابی قریب ہوتی ہے تو کئی رہ جاتے ہیں۔ اگر فقیر کے متعلق گمان نیک ہوں تو پھسلنے سے بچ جاتا ہے۔

Marfat.com

(۱۷) رنج وغم میں اگر چُپ نصیب ہو جائے تو لذت پیدا ہوتی ہے اور قیمت پڑتی ہے۔ اگر بہک گیا تو قیمت گھٹ گئی اور بے قیمت بھی ہو گیا۔ چپ سے مراد ہے صبر کرے اُس کا اظہار نہ کرے۔

(۷) اللہ کا شکر ادا کرنا ہے تو اُن کی دی ہوئی نعمت سے ہی ان کا شکر ادا کرو۔ اچھا کھانا دیں تو اس کا شکریہ ہے کہ سائل کو اچھا کھانا کھلاؤ۔ اگر اللہ اچھا پہننے کو دیں تو ان کی راہ میں اچھے سے اچھا لباس سلا کر دو۔ اللہ کے معاملے میں دل وسیع کرو۔

Marfat.com

جو اللہ سے مانگتے نہیں اور ڈرتے نہیں، وہ ہلاکت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اچھی چیز مانگو، اچھے گمان رکھو، اچھا ہی ہو گا۔ جو اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں' اُن کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ ناشکروں کے ہاں خیر و برکت نہیں ہوتی۔

۲۔ عبادت میں اگر کوئی لذت چاہتا ہے تو دنیا کی محبت کم کرے۔ دنیا کی خواہشات لے کر نماز نہ پڑھے۔ دنیا کی محبت ایسی ہے جیسے پاؤں میں رسّی ہو۔ اور رسّی کے ساتھ وزن باندھ دیا جائے۔ اور پھر مسافر سے کہا جائے کہ جلد سفر طے کرو۔ انسان آخرت کا مسافر ہے اور دنیا کی محبت وزن ہے۔ اتنا وزن نہ اٹھاؤ کہ منزل سے رہ جاؤ۔ اگر قلب میں نُور پیدا کرنا ہے تو اچھی صحبت حاصل کرو۔ تلاش حق اور طلبِ مولیٰ میں لگے رہو۔ کامیابی ضرور ہو گی۔

۳۔ دُعا بمنزلہ بھاپ کے ہے، اگر انجن کے سب پُرزے فِٹ ہوں گے تو پھر بھاپ کہیں سے کہیں پہنچا دے گی۔ اگر بریکیں ہی لگی ہوں گی تو دعا کہاں لے جائے گی؟

Marfat.com

مکاشفہ راستے کی سیر ہے۔ جو ٹٹول میں لگ گیا منزل سے رہ گیا۔ اصل مقصد اللہ کا وصل ہے، معبود تک رسائی ہے ورنہ مکاشفہ تو شیطان کا بھی ہے۔ روح کی کسوٹی قلب ہے۔

۲۔ رزق کی تنگی کی وجہ عورت کی ناشکر گزاری ہے اور زبان درازی ہے۔ گھروالوں کی تربیت کرو۔ جن گھروں میں عورتیں شکر گزار ہیں اور عبادت گزار ہیں، وہاں رزق کی تنگی نہیں ہوتی۔

۳۔ جب کوئی اللہ سے ہار مانتا ہے تو معاملہ حل ہوتا ہے۔ ہار ماننے سے مراد یہ ہے کہ اپنی طلب مٹادے اور معبود کے کئے پر راضی رہے۔ یہ رٹ دل میں نہ لگا تا رہے کہ یوں ہو جائے یوں ہو جائے طاقت عمل سے پیدا ہوتی ہے۔ چھوٹے عمل سے ایک روز بڑے عمل کی عادت پڑتی ہے۔ جو نفس کی لذت ترک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں روح کی لذت عطا فرماتے ہیں جو فکر دُنیا میں رہتے ہیں آخرت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جو فکر آخرت میں رہتے ہیں دنیا ان کے گرداگرد گھومتی ہے۔

نیکی روح کی غذا ہے۔ بدی نفس کی غذا ہے، جسے غذا نہ ملے وہ

Marfat.com

مر جاتا ہے، آج کل زمانہ ایسا ہے کہ ایمان کی دولت کی بجائے اگر کسی کو دس روپے کی ترقی دلائی جائے تو زیادہ خوش ہوتا ہے۔

۴۔ اللہ سے محبت کرنے والے دنیا سے محبت نہیں کرتے۔ اللہ کی مخلوق سے شفقت سے پیش آتے ہیں، وہ کم سوتے ہیں، کم کھاتے ہیں، کم بولتے ہیں۔

ذکر میں لذت جب پیدا ہو گی جب قلب میں اللہ کی محبت ہو۔ محبت کے ساتھ ذکر کامیاب ہے۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنی نگاہ کی حفاظت کرے اور باتقویٰ بنے۔ جس کے قلب میں ذکر ہوتا ہے تو باہر بھی اس کا اظہار ہوتا ہے۔ مکان کے اندر روشنی ہو تو باہر سے بھی نظر آتی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقبول عبادت اس کی مخلوق کی خدمت ہے۔ اللہ کے وہ بندے خدمت کر سکتے ہیں جو اپنے نفس کے محاسبے کے عادی ہوتے ہیں۔ خادم اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، حاکم دوسروں کے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ جو لوگ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہتے ہیں' ایک دن نفس کے دھوکے سے بچ جاتے ہیں۔ جو اس میں غفلت برتتے ہیں' ایک روز شیطان کی گود میں جا گرتے ہیں۔ جب تک نفس کی طاقت کمزور نہیں ہوتی تب تک خلوص پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ نفس طمع کا منبع ہے اور جس میں طمع ہو اس کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ جس میں طمع نہ ہو تو اللہ کی تائید اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی منزلِ مراد سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

۲۔ انسان کے جسم میں بہت سی شریانیں اور رگیں پھیلی ہوئی ہیں، یہ ایسی نالیاں ہیں جن سے نفس اپنی غذا حاصل کرتا ہے' یہ نفس کی سپلائی لائنیں ہیں۔ ہر رگ جب تک زندہ ہے ایک خواہش کی مالک ہے۔ رگوں کی زندگی کا دارومدار خون پر ہے اور

Marfat.com

یہی وہ خُون ہے جس سے نفس قوّت حاصل کرتا ہے، کیوں کہ اسی خُون میں حلول ہو کر ان رگوں کی خواہشات نفس تک جا پہنچتی ہیں۔ اس خُون کو ختم کرنے کے لئے ایسی اشیاء کو ترک کیا جاتا ہے جن سے یہ خون بنتا ہے۔ روزے رکھے جاتے ہیں اور لذّاتِ دُنیا کو ترک کیا جاتا ہے۔

۳۔ جب کوئی انسان اتنا ضعیف ہو جاتا ہے کہ خود خون ختم کرنے کے قابل نہیں رہتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے بندے کو اپنے چاہنے والوں کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے چاہنے والوں کے سینوں میں وہ آگ رکھ دی ہے جس کی چنگاریاں انسانی جسم کے فاسد خون کو جلا دیتی ہیں اور اس کا بدن کمزور پڑ جاتا ہے۔ حتّیٰ کہ اُس کے جسم سے وہ طاقت خارج ہو جاتی ہے جس پر نفس کی زندگی کا دار و مدار ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے حاکم ہیں کہ جن سے انسان کی کوئی حالت مخفی ہے نہ رہ سکتی ہے۔ جب خون ختم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسان کی رگوں میں اپنے ذکر کی طاقت بھر دیتے ہیں۔ وہ ایک ایسی طاقت ہے جس سے ایک طرف تو انسان کا جسم اپنے کام برابر سرانجام دیتا رہتا ہے اور دوسری طرف گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ نفس اور شیطان کے مکر و فریب سے بچ جاتا ہے۔ جن سینوں

Marfat.com

میں رب تبارک وتعالیٰ نے یہ آگ رکھی ہے، وہ علم ہوتے ہوئے جاہل بنے رہتے ہیں۔ عقل ہوتے ہوئے بے وقوف بنے رہتے ہیں۔ ہوش ہوتے ہوئے مدہوش بنے رہتے ہیں، انجان بنے رہتے ہیں۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنی مخلوق کے لئے مجسم شفا اور دوا بنا دیتے ہیں۔ اللہ کریم سب پر اپنا فضل وکرم فرمائیں۔

Marfat.com

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت عطا فرمائی اور اس محبت کی زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ محبت کی زکوٰۃ کیا ہے ؛ اگر انسان پانچ سو باتیں اپنے ان دو کانوں سے سُنے تو کم از کم پانچ پر تو عمل اختیار کرلے، یہ ہے محبت کی زکوٰۃ۔

جو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں ایک روز اللہ تعالیٰ ان پر انعام فرماتے ہیں۔ اور مخیّر کا مقام عطا فرماتے ہیں۔ جو اس مقام میں ثابت قدم رہتے ہیں انہیں سخی کا مقام عطا ہوتا ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں انسان مقبولِ بارگاہ ہو جاتا ہے معبود ایسے بندوں کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں، اپنا محرم بنا لیتے ہیں۔

حضور نبی کریم سرکار دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سخی اللہ کا دوست ہے خواہ فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ زکوٰۃ خیرات اور سخاوت اس بات کی دلیل ہیں کہ اس کا قلب دُنیا سے خالی ہوتا جا رہا ہے۔ اور جب قلب سے دنیا بالکل نکل جاتی ہے، تو وہ قلب معبود کے کام کا ہو جاتا ہے۔ ایسے قلب میں

Marfat.com

معبود اپنی محبت عطا فرماتے ہیں اور اُسی کو پکارنے کا سلیقہ عطا فرماتے ہیں اور اُس کی پُکار کو بڑے ذوق وشوق سے سُنتے ہیں ۔ جو تنہائی میں رب تعالیٰ کو پکارتا ہے معبود بھی اسے ایسے ہی عالم میں پُکارتے ہیں اور جسے معبود پُکار لیں، اپنا لیں، سمجھ لو کہ وہ بندہ اپنی مُراد کو پہنچ گیا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر بھی کرم فرماتے ہیں جو شفقت اور مروّت کا جواب حسنِ سلوک سے دیتے ہیں اور جو احسان کے شکرگزار ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو انسانوں کے احسان کو نہیں پہچانتا وہ میرے احسان کو بھی نہیں پہچانتا۔ جن دلوں میں احسان کی قدر وقیمت نہیں ہوتی اور وہ اپنے محسنوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے ایک روز اللہ تعالیٰ بھی اُن سے حساب لے لیتے ہیں ۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک چڑیا کو پنجرے میں بند دیکھا، ترس آیا، اُسے خرید کر آزاد کر دیا۔ شب کو آپ عبادت کرتے وہ چڑیا دیکھتی رہتی اور اکثر آپ کے کندھے پر آ کر بیٹھ جاتی، جب آپ کا وصال ہوا تو اُس چڑیا نے آپ کے جنازے پر پھڑپھڑا کر دم توڑ دیا۔ پرندے بھی احسان کی قدر وقیمت سمجھتے ہیں احسان بھولنے والا اپنے لئے ایسا جال تیار کرتا ہے جس میں پھنسنے والا بہت

Marfat.com

جلد ہلاکت کو پہنچ جاتا ہے۔

۴۔ پہلے رب کا شکر ادا کرو، پھر اس ہاتھ کا شکر ادا کرو جس کے ذریعے تم تک کوئی نعمت پہنچائی گئی۔ جس پھول سے خوشبو ملتی ہے اُس پر انگارے نہیں رکھا کرتے ورنہ ایک دن پھول سے محروم ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

دنیا کے حسن کا تعلق انسان کے جسم سے ہے اور آخرت کے حسن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے۔ اہلِ دُنیا کے ہاں وہ مقبول ہیں جو جسمانی طور پر حسین ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مقبول ہیں جن کے قلب حسین ہیں۔ قلب ان لوگوں کا حسین ہے جو دنیا کی محبت سے بے نیاز ہیں، جن کے قلوب میں دنیا کی محبت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی محبت جاگزیں ہے۔

۲۔ جسم کے حسین کو اہلِ دنیا دوست رکھتے ہیں اور قلب کے حسین کو اللہ تعالیٰ، ان کے چاہنے والے اور ملائکہ دوست رکھتے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ جتنا وہ اپنے جسم کے حسن کی حفاظت کرتا ہے، اگر اس سے زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا ہی اپنے قلب کے حسن کی حفاظت کرے، کیوں کہ جسم کا حسن فانی ہے اور اس کے چاہنے والے بھی فانی ہیں۔ قلب کا حسن دائمی ہے اور اسے دوست رکھنے والا بھی باقی ہے۔

دانا وہ ہیں جو معبود کے انعام کی حفاظت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ قلب اللہ کی امانت ہے، جو اس انسانی تجوری میں رکھی گئی ہے۔ جو لوگ اس امانت کی حفاظت نہیں کرتے ایک دن یہ انمول موتی اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں اور وہ معبود کے مجرم ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ظاہری آنکھ کی نظر دنیا کو پہچانتی ہے اور قلب کی نظر اللہ تعالیٰ اور اُن کے حبیب پاک سرکارِ دو عالم فخرِ بنی آدم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتی ہے۔ خود کو پہچانتی ہے۔ جو انسان ظاہری نظر کھو بیٹھتا ہے تو اس کی دنیا تاریک ہو جاتی ہے اور جو قلب کی نظر کھو بیٹھتا ہے تو اس کی آخرت تاریک ہو جاتی ہے۔ دنیا چند روزہ ہے اور آخرت دائمی ہے۔ دانا وہ ہے جو چند روزہ تاریکی کا فکر چھوڑ کر دائمی تاریکی کی فکر پال لے۔

۴۔ موت انسان کو یاد دہانی کراتی ہے۔ دانا اس کی آواز سُنتے ہیں اور عمل کی کوشش کرتے ہیں۔ ہلکے ہلکے عمل اختیار کر کے ایک روز بڑے عمل کے مالک ہوتے ہیں اور جو اپنے کان بند کر لیتے ہیں، وہ عمل سے ہٹتے جاتے ہیں اور ایک روز ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں، جہاں ان کا کوئی دستگیر نہیں ہوتا اور اُن کی عقل رہبری سے قاصر ہو جاتی ہے۔

۵۔ انسان کو چاہیئے کہ معبود سے اچھے گمان رکھے، اُن سے

Marfat.com

عافیت طلب کرتا رہے اور اپنے قلب کی اصلاح میں اُن سے توفیق طلب کرتا رہے۔ جو اُن سے طلب کرتے ہیں معبود انہیں عطا فرماتے ہیں کیونکہ وہ تو ایسی ذاتِ کریم ہے جو بے طلب بھی عطا فرماتی ہے۔

۶۔ گناہوں سے اللہ کی رحمت نہیں بھاگتی بلکہ اُن کی رحمت سے انسان کے گناہ بھاگتے ہیں۔ جب گناہ سے بچنے کی قدرت نہ ہو اور عمل کی طاقت نہ ہو تو ایسی ہستی کی معاونت طلب کرو جو یہ چیزیں عطا فرمانے پر قادر ہے۔ جو معبود سے ڈر کر طلب کرتے ہیں یا محبت کے دریا میں غوطہ زن ہو کر طلب کرتے ہیں، اُن کے دامنِ مُراد آنِ واحد میں بھر جاتے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنی طلب میں صدق پیدا کرے اور دل اور زبان سے ایک ہی چیز طلب کرے۔ جب دل اور زبان میں اتفاق ہو جاتا ہے تو معبود کرم فرمانے میں دیر نہیں لگاتے۔ بندہ اُن کے کرم سے دُور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے ورنہ اُن کا کرم تو ہر چوراہے اور ہر سانس پر انسان کو آواز دیتا ہے۔ باہوش سُنتے ہیں اور کرم طلب کرتے ہیں، بے ہوش بہرے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائیں اور وہ قلب عطا فرمائیں جو اُن کی معرفت میں غوطہ زن رہے۔ دین ایک طاقت ہے اور دنیا ایک بیماری ہے۔ معبود ایسی دنیا عطا فرمائیں جس سے ہمارا دین اور آخرت قوی ہوں۔

Marfat.com

آخرت کے سفر میں وہ کامیاب ہیں جن کا رہنما قلب ہے۔ قلب سے مُراد وہ قلب ہے جسے اصطلاحی طور پر لطیفۂ ربانی کہتے ہیں۔ یا جسے قلبِ بیدار، قلبِ زندہ کہتے ہیں۔ یعنی وہ دل جو اللہ تعالیٰ کے نُورِ معرفت سے منور ہے اور جو بینائی کا مالک ہے۔ ایسی بینائی کا جس سے وہ اپنی منزل کو دیکھ سکتا ہے۔

۲۔ جسے منزل نظر نہیں آتی اس کا سفر بے مقصد اور پریشان کُن ہے اور جسے منزل نظر آتی ہے، وہ مقصود تک پہنچنے میں ثابت قدم رہتا ہے۔ جو قلبِ زندہ کے مالک ہیں، ان کا مُنہ اللہ کی طرف اور پیٹھ دُنیا کی طرف ہوتی ہے اور جن کا نفس زندہ ہے اور قلب مُردہ ہے، اُن کی پیٹھ اللہ کی طرف ہوتی ہے اور مُنہ دنیا کی طرف ہوتا ہے۔

ہر انسان کے رُخ سے اُس کی محبت کا پتہ چلتا ہے۔ جسے فانی سے محبت ہے وہ فانی ہے، جسے باقی سے محبت ہے وہ باقی ہے۔ فنا کی محبت کا انجام پریشانی اور بقا کی محبت کا انجام

Marfat.com

سکون ہوتا ہے۔ داناوہ ہیں جو چند لمحوں کی سیر کی خاطر ابدی سکون نہیں بیچتے۔ نفس کی خوشی عارضی ہوتی ہے اور فوری طور پر وجود میں آتی ہے اور قلب کی خوشی دیرپا ہوتی ہے اور دیر سے وجود میں آتی ہے۔

۳۔ دو آدمی ایک ہی گناہ کے مرتکب ہوں گے، ایک جہنم میں پھینکا جائے گا اور دوسرا بخشا جائے گا۔ معبود سے جیسا گمان رکھے گا ویسا ہی معاملہ ہوگا۔ اسی لئے ارشاد فرمایا کہ میری رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو، لا تقنطو من رحمة اللہ۔ اگر کوئی سوال پوچھے تو اپنی علمیت ظاہر کرنے کے لئے جواب نہ دو۔ بلکہ نیت یہ رکھو کہ اگر کوئی غلطی ہے تو اس کی اصلاح ہو جائے اور یہ ہر دم پیشِ نظر رکھو کہ معبود سُن رہے ہیں۔ نیک نیت مشورہ دیتے ہیں اور متکبر دوسروں کے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں۔ ہر روشنی خرچ مانگتی ہے۔ آخرت کی روشنی اللہ کی راہ میں خرچ مانگتی ہے۔ جتنا بلب بڑا ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ خرچ مانگتا ہے۔

۴۔ غم کی آگ سے انسان کا جوہر نمودار ہوتا ہے۔ اعتراضات وہ کرتے ہیں جن کی رسائی نہیں ہوتی۔ مکاشفہ بچّوں کا کھیل ہے۔ عاشق کو ٹٹول (تجسس) سے کیا کام۔

محبت ایک آگ ہے جس میں قرار نہیں۔ ہر شے کی لذت

Marfat.com

اس وقت تک ہے جب تک وہ جزوِ بدن نہیں بنتی۔ جب بدن میں قوت بن جاتی ہے تو پھر لذت کا احساس نہیں ہوتا۔

۵۔ گناہ اچھی چیز ہے بشرطیکہ اسے پیشہ نہ بنالے۔ سیدنا نبینا حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو اُن کی اولاد کو معافی نامہ عطا ہو گیا۔ جب عالم میں تاریکی زیادہ بڑھ گئی تو اللہ کریم نے محبوب عطا فرما دیا۔ اہلِ نفس کا اگر کوئی نفس کا معاملہ ہو جائے تو فقیر کو اچھا سمجھتے ہیں، ورنہ نظریہ بدل لیتے ہیں۔

۶۔ تلاشِ حق سے مراد سچائی کی تلاش ہے۔ تلاش گمشدہ کی ہوتی ہے۔ انسان سچائی گم کر کے تاریکی میں آتا ہے۔ اللہ کی تلاش نہیں۔ وہ تو حاضر و ناظر ہیں۔ جو مؤدب نہیں وہ سچا نہیں کیونکہ وہ نفس کا غلام ہے۔ اور نفس کبھی سچائی کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ اگر دعا مانگنے کو جی نہ چاہے تو سمجھو کہ اللہ کریم تمہیں وسوسوں سے بچانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اگر دعا کی قبولیت کا ظہور نہ ہوا تو آپ کے اندر وسوسے پیدا ہوں گے۔ دعا وہ ہے جو خود بخود نکل جائے۔ کی تو روز جاتی ہے نکلتی برسوں میں ہے۔

۷۔ منزل میاں کی بخشش کا نام ہے۔ دعائے شیخ منزل طے کراتی ہے، طالب نے کیا طے کرنی ہے۔ براتی دولہا کی قسمت کا لوٹتے ہیں۔ اللہ کریم سب پر کرم و فضل فرمائیں۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے پر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے میں کرم فرماتے ہیں تو اسے اپنے دوست کی صحبت عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ دوست سے دوست پہچانا جاتا ہے۔ پھر اسی وسیلے سے بندے پر اپنا اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار فرماتے ہیں۔ جس سے بندہ انہیں پہچانتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو بندہ پہچانتا نہیں، وہ عبادت کا مفہوم نہیں سمجھ سکتا۔ اور جب تک کوئی بندہ اُن کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں پہچانتا، وہ ان کے ادب سے شناسا نہیں ہو سکتا۔ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے واقف نہیں، وہ اللہ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

۲۔ مقامِ ادب محبت سے پہچانا جاتا ہے اور جب یہ عطا ہوتی ہے تو باطنی فیضان حاصل ہوتے ہیں۔ جس مقام سے محبت ہوتی ہے وہیں سے انسان فیضان حاصل کر سکتا ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے محبت جیسی انمول نعمت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اچھی سمجھ عطا فرمائے۔

Marfat.com

معبود ان بندوں پر کرم فرماتے ہیں جو اُن کے کرم کے متلاشی رہتے ہیں اور اس ذاتِ پاک کا سب سے بڑا کرم اپنے بندے پر یہ ہوتا ہے کہ اُسے اپنا نورِ معرفت عطا فرماتے ہیں۔ یعنی اپنی توحید عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ نور نور کو پہچانتا ہے اور نور کی نور سے نسبت ہوتی ہے۔ اور نسبت سے ہی راستہ ملتا ہے اور راستے ہی سے انسان منزل تک پہنچتا ہے۔

۲۔ اپنے سینوں میں توحید کی حفاظت وہی لوگ کر سکتے ہیں، جو اپنے نفس کا تزکیہ کرتے رہتے ہیں اور اس کے خلاف جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ جتنا نفس مُردہ ہوتا ہے، اُتنا ہی دل زندہ و بیدار ہوتا ہے۔ اتنا ہی وہ غور و فکر اور مشاہدے کا مالک ہوتا ہے، اُتنا ہی اسے سکون ہوتا ہے اور جو جتنے سکون کا مالک ہوتا ہے، اتنا ہی وہ اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔ اور عبادت کی حلاوت سے آشنا ہوتا ہے اور وہی طالبِ مولیٰ ہوتا ہے۔

۳۔ طالبِ رحمت ہزاروں ہوتے ہیں لیکن طالبِ مولیٰ

Marfat.com

کوئی کوئی ہوتا ہے۔ یہ مردانِ خاص کا مقام ہے، یہ بندے کرامتیں نہیں دکھلاتے۔ دنیاوی لذت سے بے نیاز ہوتے ہیں یہ اللہ سے اللہ کو طلب کرتے ہیں۔ یہ خود اللہ کی محبت کے مالک ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ کی محبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی کرامت مُردہ کو زندہ کرنا اور سب سے بڑی نیکی انسان کو خدا سے ملانا ہے۔ یہ نیکی اِس عالم میں بھی قائم رہتی ہے اور اُس عالم میں بھی قائم رہتی ہے، یہ دائمی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو ایسے عمل کی توفیق عطا فرمائیں، جو اُن کے اور اُن کے بندے کے درمیان رابطہ بن جائے اور بندہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے لگ جائے، اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے لگ جائے، اس کے چاہنے والوں کو پہچاننے لگ جائے۔

۴۔ اہل اللہ کی طاقتوں کو ظاہری بینائی بے نقاب نہیں کر سکتی۔ یہ تو دل کی نگاہ تلاش کرتی ہے اور دل پہچانتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے وہ دل اور بینائی مانگو جو انہیں پہچان سکے اور اُن تک راہنمائی کر سکے، اور اُن کے چاہنے والوں کے سینوں سے فیضان حاصل کر سکے۔ فیضانِ باطنی اُس وقت شروع ہوتے ہیں، جب کوئی اہل اللہ کی محبت میں فنا ہوتا ہے۔ فنا وہ لوگ ہو سکتے ہیں، جو محبت اور خلوص کے مالک ہوتے ہیں اور طمع سے بالاتر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

دولت مند سے جب اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، تو اُس کی دولت اپنی راہ میں خرچ کراتے ہیں۔ مفلس سے خوش ہوتے ہیں، تو اُس سے نفلیں پڑھواتے ہیں یعنی صبر و سکون عطا فرماتے ہیں۔

فقیر سے خوش ہونے ہیں، تو خدمتِ خلق کرواتے ہیں، اگر فقیر نفس کے لئے مطالبہ کرے، تو کام کا نہ رہا۔ اگر اللہ کے لئے مطالبہ کرے تو کام کا ہے۔

۲۔ فقیر کی دنیا کی فکر اپنے اوپر لوگے تو وہ تمہارے دین کی فکر پالنے لگے گا۔ جب تک اس معاملے میں صدق اختیار نہ کرو گے کسی مقام پر نہ پہنچو گے۔

Marfat.com

جس انسان کو اپنی زبان پر قدرت حاصل نہیں ہوتی، تو اس کی زبان شیطان کی ایجنٹ ہوتی ہے۔ اور الفاظ کا ایسا جال تیار کرتی رہتی ہے، جس میں پھنس کر انسان سزا کو پہنچ جاتا ہے اور زبان پر قدرت ایک ایسا ہتھیار ہے جو شیطان کے جال کو کاٹتا رہتا ہے جس سے اس کا قلب محفوظ رہتا ہے۔ ایسے انسان کا قلب زندہ ہو جاتا ہے اور پھر ایک روز معبود اُسے اعلیٰ مقام عطا فرما دیتے ہیں۔

۲۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان کی ذمہ داریاں الگ الگ کر رکھی ہیں۔ ہر انسان کے الفاظ اس کی ذمہ داری کی نسبت سے ہونے چاہئیں۔ اگر انسان کے الفاظ اس کی ذمہ داری کی نسبت سے ہوں تو وہ آخرت کی اینٹیں بن جاتے ہیں اور اگر الفاظ اس نسبت سے باہر ہوں تو آخرت کی راہ کے گڑھے بن جاتے ہیں، جن میں گر کر انسان ہلاکت کو پہنچ جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف ہے کہ جس نے اپنے گوشت کے دو

Marfat.com

ٹکڑوں کو کنٹرول کر لیا وہ اللہ کی عافیت میں آگیا۔ ایک انسان کی زبان اور دوسرا اس کی شرم گاہ۔

ہر انسان کو چاہیئے کہ الفاظ باہر نکلنے سے پہلے ان پر غور کرلے اور خود کو پہچان لے۔ پھر معبود بھی اُسے عافیت عطا فرما دیں گے۔ اور جو لوگ بغیر سوچے سمجھے الفاظ باہر نکالتے رہتے ہیں، وہ ایک دن مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور مقامِ شُکر اُن کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور جن کے ہاتھوں سے مقامِ شکر نکل جاتا ہے، وہ اللہ کی محبت سے دُور ہو جاتے ہیں اور شیطان کے پڑوسی ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنے اوپر خوب نگاہ رکھے۔ جن کی بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں، وہ بسا اوقات اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کے لئے اپنی زبان کی طاقت سے کام لیتے ہیں اور بسا اوقات اپنی آنکھ کی دید سے کام لیتے ہیں۔ لیکن یہ ان کے لئے روا ہے، جن پر معبود نے ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ عام لوگوں کو چاہیئے کہ زبان کی طاقت استعمال کرنے سے بچیں۔ اور لوگوں کو آنکھ کا خوف نہ دیں۔ کہیں اللہ کے جلال کے سامنے کھڑا نہ ہونا پڑ جائے۔ مخلوق سے شفقت اور نرمی برتو۔ پھر اللہ کی شفقت کا مزا چکھو۔

ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور دوسروں

Marfat.com

ٹکڑوں کو کنٹرول کر لیا وہ اللہ کی عافیت میں آ گیا۔ ایک انسان کی زبان اور دوسرا اس کی شرم گاہ۔

ہر انسان کو چاہیئے کہ الفاظ باہر نکلنے سے پہلے ان پر غور کرلے اور خود کو پہچان لے۔ پھر معبود بھی اُسے عافیت عطا فرما دیں گے۔ اور جو لوگ بغیر سوچے سمجھے الفاظ باہر نکالتے رہتے ہیں، وہ ایک دن مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور مقامِ شُکر اُن کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور جن کے ہاتھوں سے مقامِ شُکر نکل جاتا ہے، وہ اللہ کی محبت سے دُور ہو جاتے ہیں اور شیطان کے پڑوسی ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنے اوپر خوب نگاہ رکھے۔ جن کی بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں، وہ بسا اوقات اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کے لئے اپنی زبان کی طاقت سے کام لیتے ہیں اور بسا اوقات اپنی آنکھ کی دید سے کام لیتے ہیں۔ لیکن یہ ان کے لئے روا ہے، جن پر معبود نے ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ عام لوگوں کو چاہیئے کہ زبان کی طاقت استعمال کرنے سے بچیں۔ اور لوگوں کو آنکھ کا خوف نہ دیں۔ کہیں اللہ کے جلال کے سامنے کھڑا نہ ہونا پڑ جائے۔ مخلوق سے شفقت اور نرمی برتو۔ پھر اللہ کی شفقت کا مزا چکھو۔

ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور دوسروں

Marfat.com

کے نفس کا محاسبہ نہ کرے۔ دوسرے کی بات غور سے سُنے اور سمجھے اور پھر کوئی فیصلہ کرے۔ جو لوگ صاحب کلام کی بات سُن کر فیصلہ مرتب کر لیتے ہیں، غور و فکر اختیار نہیں کرتے، وہ اپنی ہلاکت کا سامان کرتے ہیں۔

۴۔ طاقت کا راز محبت میں ہے۔ کمزوری کی جڑ نفاق ہے۔ بغض، کینہ اور حسد کے بیج بونے سے اللہ کی محبت کے بیج جل کر خاک ہو جاتے ہیں۔ محبت کا بیج اس زمین میں پھلتا پھولتا ہے، جو ان تمام شیطانی بیماریوں سے محفوظ ہو۔ ہر لحظہ اور ہر لمحہ اپنے اوپر نگاہ رکھو۔ صادق وہ ہے، جو پہلے اپنی اصلاح کرلے پھر دوسروں کی اصلاح کرے اور صدیق اللہ کے ہاں مقبول ہوتے ہیں۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ اُس عمل کو اپنائے جس سے اللہ کا قرب حاصل ہو اور جس سے اللہ اُس کے قلب کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان لے لیں اور عافیت عطا فرمادیں۔

سونے سے پہلے اپنی گفتگو کا محاسبہ کرو۔ دانا اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں۔ اور بے وقوف دوسروں کے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں۔ اللہ سب کو اچھی سمجھ عطا فرمائیں۔

Marfat.com

جب تک نفس نہیں مرتا آدمی کام کا نہیں ہوتا۔
عبادت سے نفس نہیں مرتا۔ بلکہ بعض دفعہ تو عبادت کرواتا ہے۔
نفس مارنے کا ڈھنگ یہ ہے کہ سونا چاہے تو سونے نہ دو۔ خلق
سے تعریف چاہے، تو تذلیل کراؤ۔ اچھی غذا کھانا چاہئے تو سادہ غذا
کھلاؤ، کم کھلاؤ۔ جو نفس چاہے، اس کے خلاف کرو۔ شیخ کا کام اللہ
تک پہنچانا اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی
کرانا ہے۔ طالب کا کام تعمیلِ حکم ہے۔

۲۔ جب نفس مُردہ ہوتا ہے، تو دل زندہ ہوتا ہے۔
محبت زندہ کا فعل ہے۔ زندہ انسان وہ ہے جس کا قلب
زندہ ہے اور قلب اس کا زندہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ
اپنی محبت اور معرفت عطا فرماتے ہیں۔ اور یہی وہ قلب ہے،
جو رحمان کی دو اُنگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مومن کا
قلب اللہ کا گھر ہے۔ اس کو کہتے ہیں قلب ذاکر یا قلب عارف
باللہ۔ اس کو کہتے ہیں حیاتِ ابدی، اس کو کہتے ہیں بقاء۔ موت

Marfat.com

ان سے گھبراتی ہے اور وہ موت سے نہیں گھبراتے۔

۳۔ جو قلب شیطان کی دو اُنگلیوں کے درمیان ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ہر راستے کی مخالفت کرتا ہے۔ شیطان بڑا جیّد عالم ہے۔ لیکن جس علم میں مشاہدہ نہیں، وہ مانند دیدۂ بے نُور ہے۔ علم پھر ایک حجاب بن جاتا ہے۔ شیطان اسی میں مارا گیا، وہ بڑی تفسیریں، تاویلیں پیش کرتا ہے۔ ان تمام راستوں کی مخالفت کرتا ہے، جن پر چل کر بندہ اللہ تک پہنچ جائے، یا اس کی عاقبت سنور جائے۔ ہر نیکی کی طرف پیٹھ کرواتا ہے اور ہر بدی کی طرف مُنہ کرواتا ہے۔ جو بُرے دوست کے مشورے پر عمل کرتے ہیں، ایک دن بد انجام کو پہنچ جاتے ہیں۔ (استغفر اللہ)

۴۔ جہاں انسان دنیا کا حساب کرتا رہتا ہے، وہاں آخرت کا حساب بھی کرتے رہنا چاہیئے۔ ورنہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مہلت ختم ہو جائے گی۔ دنیا فانی ہے اور فانی کا انجام پریشانی ہے۔ آخرت باقی ہے اور ہر بقا سکون دیتی ہے۔ جو فوری منافع چاہتا ہے، وہ دنیا میں مال لگائے۔ دنیا کی تجارت کرنے والوں کو نفع و نقصان اسی وقت معلوم ہو جاتا ہے۔ دنیا میں تغیّر ہوتا ہے۔

آخرت کی تجارت کرنے والے مال یہاں لگاتے ہیں حساب وہاں کرتے ہیں۔ دنیا والے یہیں مال لگاتے ہیں، یہیں حساب ہوتا ہے اور یہیں رہ جاتا ہے۔ آخرت کا وہاں حساب ہوتا ہے

Marfat.com

اور سب محفوظ رہتا ہے۔ دانا وہ ہیں جو نفع گھر پہنچاتے رہتے ہیں۔ دانا وہ ہیں جو باقی کا سودا فانی سے نہیں کرتے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ جب کرم فرماتے ہیں، خواہ کسی سبب سے کرم فرمائیں، تو پھر عقلِ سلیم عطا فرماتے ہیں۔ پھر صحیح بات سمجھ میں آتی ہے۔ جو پہچان جاتا ہے اہلِ دُنیا اُسے پاگل کہتے ہیں اور وہ اہلِ دُنیا کو پاگل کہتا ہے۔ لیکن ثالثی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ اور ایک وقت مقرر کر رکھا ہے، اس دن پتہ چلے گا کہ پاگل کون ہے۔

اگر کسی کو ایمان کی دولت مل جائے، تو لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ شیطان اس کا کمزور نقطہ پکڑتا ہے۔ اس کے آس پاس کے لوگوں کو بھڑکاتا ہے۔ بیوی، بچوں، والدین، دوست احباب کو بھڑکاتا ہے۔ جو اللہ کی راہ میں صابر ہوتے ہیں، وہ مخلوق کی باتیں سُن کر صبر کرتے ہیں تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ اسی بات پر انہیں نواز دیتے ہیں۔ اور تماشہ دیکھنے والے خود تماشا بن جاتے ہیں۔ اپنے قلب کو کسی بات سے متاثر نہ ہونے دے۔ بلکہ ہمیشہ اپنی منزل اپنے سامنے رکھے۔ متزلزل ہو گیا تو گیا۔ جو ثابت قدم رہے گا وُہی ان لذتوں سے فائدہ اٹھائے گا۔ صبر و سکون سے رہنے والا ایک دن مراد کو پہنچے گا۔ جس میں طمع ہو گی وہ تمہیں گمراہ کرے گا جس میں طمع نہ ہو گی، وہ ہدایت دے گا۔

Marfat.com

دنیا بمنزلہ دکان کے ہے، جس میں ہر شخص کو کارندہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور حیثیت کے مطابق سرمایا عطا فرمایا گیا ہے اور استعمال کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ جو کارندے مالک کی ہدایت کے مطابق سرمایہ استعمال نہیں کرتے، وہ ٹوٹے میں رہتے ہیں اور مالک کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں ـــ اور جو کارندے سرمائے کا صحیح استعمال کرتے ہیں اور اپنے مالک کو نفع پیش کرتے ہیں، وہ انعام کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

انسان کو چاہیئے کہ مالک کے سامنے پیش ہونے سے پہلے اپنی دکان کا حساب دیکھ لے کہ کس طرح خرچ اخراجات کئے ہیں۔ اگر نفع نہیں تو کم از کم اصل ہی مالک کے سامنے لے جائے، تو پھر بھی نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ہر کارندے کے حساب کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اور ایک دن حساب کا مقرر فرما دیا ہے۔ جن کا حساب صحیح ہو گا وہ مراد کو پہنچیں گے اور جن کا غلط ہو گا انہیں مالک کے سامنے

Marfat.com

ندامت ہوگی اور پچھتانا پڑے گا۔ انسان کو چاہیئے کہ وقت سے پہلے اپنے کھاتے کو دُرست کرلے اور مالک کو راضی کرلے۔

۲۔ جو اپنے مالک کو راضی کرنا چاہتا ہے، اسے چاہیئے کہ مالک کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے۔ محبوب کی محبت سے عاشق پہچانا جاتا ہے۔ جب تک محبوب سے محبت نہ ہوگی عاشق مالکِ حقیقی تک رسائی نہ ہوگی۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے مُنکر ہیں وہ معبود تک نہیں پہنچ سکتے۔ جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے ان کی رسائی مالک تک آسان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دلیل انسان کا عمل ہے۔ کیونکہ محبت کا اظہار عمل سے ہوتا ہے' زبان سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار ان کے ذکر سے ہوتا ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنے اخروی معاملات درست رکھے اور غفلت نہ برتے کیونکہ غافل کے لئے سوائے پریشانی کے کچھ نہیں۔

Marfat.com

ہر شخص کی دید کا دارومدار اُس کے خیال پر ہے۔
جن کے خیال دنیا کی طرف ہوتے ہیں اُن کی نظر دنیا کی سیر و تفریح کو خوب سمجھتی ہے اور جن کا خیال اپنے مالک اور اُن کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ہوتا ہے، وہ ان کے جلوے دیکھتے ہیں اور بحرِ معرفت میں غوطے لگاتے ہیں اور ایسے عالموں کی سیر کرتے ہیں جن کا بیان کرنا مشکل ہے۔

۲۔ جس کا خیال نیک ہوتا ہے وہی صالح ہوتا ہے۔ اس کی نظر بھی نیک اور صالح ہوتی ہے۔ جس کا خیال بد ہوتا ہے اس کی نظر بھی بد ہوتی ہے۔ انسان کے لئے سب سے بڑی اصلاح اس کے اپنے خیال کی اصلاح ہے اور اس کی تمام چیزوں کی اصلاح اس کے خیال کی تندرستی پر ہے۔ جتنا خیال صحیح ہوگا، منزل کے بارے میں متفکر ہوگا۔

ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنے خیال کی اصلاح کرے تندرست اور صالح خیال ایک طاقت ہے۔ بُرا خیال ایک بیماری ہے۔

Marfat.com

ایک کمزوری ہے، جو انسان کو سفر میں ثابت قدم نہیں رہنے دیتی۔ ہر وقت اپنے خیال کی حفاظت کرو۔ مدد اور کرم اوپر سے ہوگا۔

اللہ سب کو اچھی توفیق عطا فرمائیں۔

Marfat.com

دِل بیزار ہوتا ہے تو اعضاء تکلیف میں ہوتے ہیں۔ دل خفتہ ہوتا ہے تو جسم آسائش میں ہوتا ہے۔

۲۔ دل کی فکر کا پتہ جسم کی فکر سے چلتا ہے۔ اگر جسم فکرِ دنیا میں مبتلا ہے، تو سمجھ لو کہ قلب بھی فکرِ دنیا میں مبتلا ہے۔ اگر جسم فکرِ آخرت اور فکرِ دین میں مبتلا ہے، تو دل بھی اسی فکر میں مبتلا ہے۔

۳۔ حاصل وہ کرے گا جو اپنے آپ کو سب سے بیوقوف جانے۔ ایک بچے سے بھی زیادہ بیوقوف جانے اور سمجھے کہ مجھے بچے سے بھی کچھ حاصل کرنا ہے۔ جس نے جتنا خود کو دانا سمجھا اتنا ہی اس نے گنوایا۔

۴۔ طریقت میں کامیابی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی نفس کے مُنہ سے لقمے چھین کر اللہ کی راہ میں لگائے۔

۵۔ جو دنیا میں کانٹوں کے بستر پر سوتے ہیں یعنی لوگوں کی گالیاں برداشت کر کے راہِ حق پر گامزن رہتے ہیں، انہیں

Marfat.com

وہاں پھولوں کی سیج نصیب ہوتی ہے۔

۶۔ اہل اللہ سے بڑھ کر کسی کی دوستی قابلِ اعتماد نہیں۔

۷۔ اگر والدین طمعی ہوں گے تو اولاد راشی اور حرام خور ہوگی۔ اگر پیرِ طریقت دنیا کی محبت میں مبتلا ہوگا تو مُریدین بھی نفس کے کُتے ہوں گے۔

۸۔ ماہِ صفر میں یا حی یا قیوم بحق لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین با آوازِ بلند پڑھتے رہنا چاہیئے۔

۹۔ جب وقتِ سحر مُرغ اذان دیتے ہیں تو انہیں فرشتے نظر آتے ہیں اُس وقت اللھم انی اسئلك من فضلك پڑھنا چاہیئے۔ کُتے بھونکتے ہیں تو شیطان نظر آتا ہے۔ اس وقت لاحول ولا قوۃ پڑھنا چاہیئے۔

۱۰۔ غذا پر ۱۱ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر پھونکے پھر کھائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کی کثافت دُور فرمادیں گے۔

۱۱۔ صبح اُٹھ کر اور رات کو سوتے وقت اول آخر ۱۱۔۱۱ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں ۱۱ مرتبہ سُورۂ فلق اور سُورۂ والناس ملا کر پڑھے۔ پھر ہاتھوں پر پھُونک مار کر جسم پر ہاتھ پھیرے تمام آفاتِ سحر سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

۱۲۔ علم کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا، علم ایک نُور ہے جو قلب پر وارد ہوتا ہے۔ علم نفس مارنے سے حاصل ہوتا ہے۔ عجز سے حاصل ہوتا ہے۔

۱۳۔ ہر حال میں صابر و شاکر رہے۔ عالم اسباب کو پُورا کرے، پھر ہر شے من جانب اللہ سمجھے، نتیجے کی فکر نہ کرے۔ اللہ کا فکر اپنے اوپر لینا مرنے والی بات ہے۔

۱۴۔ انسان رائی برابر خیال درست کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ پہاڑ جتنا فکر ہٹا دیتے ہیں۔

۱۵۔ ناف پر گھی چپڑنے سے خشکی دور ہوتی ہے۔ روح کی خشکی میں ناف قلب ہے، اس کا گھی ذکر ہے، اللہ کی یاد اور محبت ہے۔ گھی بھی نُور (دُودھ) کا جوہر ہے۔ محبت انسانی بقا کا جوہر ہے۔ اس جوہر سے بقا جیسی طاقت ملتی ہے۔ گھی سے خون جیسی طاقت ملتی ہے۔

Marfat.com

حق کی ابتداء مُشکل ہوتی ہے لیکن انتہا بڑی پُرسکون ہوتی ہے۔ دنیا کی ابتداء سہل ہے لیکن انتہا بڑی تکلیف دِہ ہوتی ہے۔ جو دنیا کے طلبگار ہیں، وہ اندھیرے میں ہیں اور جو آخرت کے طلبگار ہیں، وہ روشنی میں ہیں۔ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے، وہ اس کا متلاشی ہوتا ہے اور تلاشِ حق یہی ہوتا ہے۔

مراقبہ بھی ایک تلاش ہے۔ اس کی پہلی منزل محبت ہے، دوسری منزل مشاہدہ ہے، تیسری منزل معرفت ہے اور چوتھی منزل محرمِ اسرار ہے۔ مراقبہ میں کیا ہوتا ہے؛ جس کو جس سے محبت ہے، وہ آنکھ بند کر کے اس کی تلاش میں مصروف ہو جاتا ہے، اسے تلاشِ غیب بھی کہتے ہیں۔

اللہ کی محبت ایک روشنی ہے اور جس کے پاس روشنی ہے وہ دیکھتا ہے، اسے مشاہدہ کہتے ہیں اور جو دیکھتا ہے وہی پہچانتا ہے، اسے معرفت کہتے ہیں۔ اور جو پہچان جاتا ہے وہ دوستی کے مقام کو پہنچتا ہے اور وہ دوست کے راز سے آگاہ ہوتا

Marfat.com

ہے اسے محرم اسرار کہتے ہیں۔

جب تک انسان کسی شے کو دیکھتا نہیں، سمجھتا نہیں، پہچانتا نہیں، اس کا تعلق پر یقین نہیں ہوتا اور جو دیکھتا ہے وہ پہچانتا ہے، اس کے تعلق میں یقین ہوتا ہے۔ اور جو تعلق میں ثابت قدم ہوتا ہے، وہ ایک روز مقربین کے مقام یعنی دوستی تک جا پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ وہ طلب کرنا چاہیئے جو نہ صرف اس دنیا میں نافع ہو بلکہ اس عالم میں بھی نفع مند ہو۔

Marfat.com

Marfat.com

5127

Marfat.com

5127

Marfat.com